رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۹۱

سنہ ۱۹۱۲

بابت ماہ فروری

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف
وینھون عن المنکر و اولئک ھم المفلحون

رسالہ

جلد ۷ — نمبر ۲

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

فہرست مضامین

میںجر رسالہ نے
باہتمام مینجر اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپوا کر قادیان سے شائع کیا

قیمت سالانہ عوام سے عہ، طلباء سے عہ
غیر ممالک سے دو روپے آٹھ آنہ
لی جاتی ہے

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی ۲۷ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

بابت ماہ جنوری ۱۹۱۲ء

۵۵۷ جناب وارڈر غلام مجتبیٰ صاحب سے
۷۹۷ جناب فتح محمد صاحب سے
۱۲۶۷ جناب عبدالشکور " ۹ عہ
۱۲۲ جناب گلاب الدین " عہ
۲۰۷ جناب غلام حسین " ۶ عہ
۶۸۰ جناب چوہدری گوہر علی " عہ ار
۱۰۳۳ چوہدری فتح محمد " عہ
احمد الدین " ۲ر
سجاول خان " عہ
۸۷۰ جناب عبداللہ خان " عہ ار
۱۲۸ محمد اسماعیل " عہ
۱۲۶۳ جناب سید محمد حسین " عہ ار
۳۶ منشی امام علیخان " عہ
ڈاکٹر محمد رمضان " عہ ار
جناب حضرت خلیفۃ المسیح صاحب عہ ار

ماہ فروری ۱۹۱۲ء

۱۰۶۹ جناب ماسٹر محمد الدین صاحب ہر
۶۲۳ جناب مولا بخش " عہ ار
۴۳ جناب میاں فضل الرحمن " عہ ار
۱۲۷۴ جناب سعد اللہ خانصاحب عہ ار

۱۲۷۵ جناب محمد افضل صاحب عہ ار
۱۲۷۵ جناب بابو وزیر محمد صاحب " عہ ار
۱۳۹۵ جناب قاضی حبیب اللہ " عہ ار
۹۲۰ جناب سید محمد شاہنواز " عہ ار
۵۳ جناب چوہدری بہار علی " عہ ار
۸۱۷ جناب منشی غلام محی الدین " عہ ار
۶۷ جناب مولوی علم الدین " عہ
۲۳ جناب محمد رمضان و محمد سلطان " عہ ار
۵۶ جناب بابو امام الدین " عہ ار
۱۴۳۷ جناب منشی محمد حسین " عہ ار
۱۲۸۹ جناب مولاداد " عہ ار
۱۹۷ جناب غلام رسول " عہ
۳۳۶ جناب چوہدری نذر محمد " عہ ار
۱۱۸۵ جناب خان بہادر مخدوم محمد حسین بخش صاحب عہ
۴۴۸ جناب امام الدین صاحب عہ ار
۱۴۷ مولوی محمد علی " عہ ار
۸۰ جناب مولوی محمد یعقوب ملتان " عہ ار
۶۰ جناب قاضی سراج الدین " عہ ار
۳۸۹ جناب چوہدری غلام حسین " عہ ار
۴۰۷ جناب منشی علی بخش " عہ ار
۳۱ جناب چوہدری نظام الدین " عہ ار

۴۹۰ جناب مرزا رحمت اللہ بیگ صاحب عہ ار
۴۲۹ جناب منشی خدا بخش " عہ
۴۷۸ جناب منشی محبوب الرحمن " عہ ار
۱۴۲ جناب ملک عبدالرحمن " سے
۱۱۹ جناب عبدالمنان " ۹
۵۸۸ جناب اکبر خان " عہ ار
۱۱۶ جناب بابو دین محمد " عہ ار
۴۷ جناب محمد حسین " عہ ار
۲۷۹ جناب مولوی محمد علی " عہ ار
۵۹ جناب حکیم محمد الدین " عہ ار
مولوی چراغ دین صاحب لدھیانہ
معرفت محمد اسماعیل صاحب لدھیانہ
خریدار ۹۴۴ عہ
۵۵ جناب کرامت اللہ صاحب عہ ار
۳۶ جناب منشی امام علیخان " عہ ار
۹۳ جناب شیخ سلطان محمود " عہ ار
۶۱ جناب چوہدری حسین خان " عہ ار
۹۳ جناب حاکم علیخان " عہ ار

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ فروری ۱۹۱۲ء

احمدی خواتین توجہ فرماوین

"ایک مٹھی آٹا"

میں اپنی عزیز بہنوں کو اس امر کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ بحکم آیت من عمل صالحاً من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ یرزقون فیھا بغیر حساب وہ جنت کی نعماء میں برابر کی حصہ دار ہیں اور اس دنیا میں بھی احمدی کہلا کر وہ اٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کے پاک گروہ میں شامل ہیں مگر سوال یہ ہے کہ انھوں نے دین میں کونسے ایسے کارنامے کئے ہیں جو آنیوالی نسلوں کے لئے اسوہ حسنہ قرار دئے جا سکیں اور جب تمہاری جانشین مسیح موعودؑ کی صحابیہ عورتوں کے حالات کا تفحص کرینگے اور اپنے دوسرے بھائیوں کی تحریص و ترغیب و تقلید کے لئے سنانا چاہینگے تو وہ کس بات کو پیش کریں گے تم نے کونسا ایثار دکھلایا اپنے معزز و محترم امامؑ کے مقاصد کی تکمیل میں کہاں تک حصہ لیا ابرار کے گروہ میں شامل ہونیکی خاطر مما تحبون سے کیا کچھ خرچ کیا سلسلہ احمدیہ کی موجودہ شاخیں جو ہیں انکی کیا مدد کی اپنی دوسری بہنوں کو جو ابتک

غیر احمدی ہیں کب سمجھایا اور کیا سمجھایا بلکہ میں پوچھتا ہوں خود دین کو حاصل کرنے کے لئے کبھی کوئی وقت خالی رکھا؟ بچوں کی غور پرداخت گھر کا کاروبار یہ تو تم غیر احمدی ہونیکی حالت میں اسی ذوق شوق سے کیا کرتی تھیں احمدی بنکر یا کہلا کر اپنے اندر کیا تبدیلی کی اگر کوئی تبدیلی نہیں کی اگر اب تک غفلت میں گذاری تو ابھی وقت ہے تلافی مافات کرو تم میں تبلیغ حق کا ایک جوش ہو وہ وقت جو زمانہ جاہلیت میں لوگوں کی غیبت سننے سنانے دوسری بہنوں کے لباس و زیور پر نکتہ چینی یا بیہودہ اور لغو قصے اور کہانیوں میں خرچ ہوتا تھا اب اسے اپنے امام کا پیغام سنانے میں خرچ کرو۔ باتوں باتوں میں اپنی بہنوں کو سمجھاؤ کہ عاقبت کی فکر کرو اللہ کا ذکر کرو اس زمانے کے امام کو پہچانو اسے سچا جانو اسے مہدی موعود مانو پھر اسنے اپنے سلسلہ کی اشاعت کے جو ذرائع مقرر کئے ہیں ان میں دل کھول کر مدد کرو کیونکہ دنیا روزے چند عاقبت کار با خداوند یہ دنیا اور اسکے سامان تو چند روز کی باتیں ہیں آخر اس عالم میں جانا ہے جہاں سوائے اپنے اعمال کے کچھ کام نہیں آتا وہاں یہ نہیں پوچھا جائیگا کہ نھنّی کے ابا نے کیا کیا وہاں تو یہ سوال ہوگا کہ تم نے اپنی اس زندگی کے لئے کیا تہیہ کیا جنت کی نعماء تو ہمارے اعمال ہی کے اظلال و آثار ہیں مگر یہاں سے خالی ہاتھ جائینگے تو وہاں بھی سوائے حرماں نصیبی کے اور کچھ نہ ہوگا میں ایک نہایت آسان تجویز حصول ثواب کی بتاتا ہوں اگر آپ اس پر عمل کر سکیں عمل ہو تو سکتا ہے کیونکہ کوئی انوکھی بات نہیں کوئی غیر معمولی بوجھ نہیں کوئی ناقابل برداشت خرچ نہیں کوئی تاوان نہیں بلکہ تمہاری بھلائی کے لئے ایک آسان ترکیب ہے جس میں صرف عزم اور استقلال کی ضرورت ہے جس قدر آٹا روز اپنے بال بچے کے لئے گوندھنے ہو یا اپنی ملازمہ کو گوندھنے کا حکم دیتی ہو اس میں ایک مٹھی نام مولیٰ پر علیحدہ برتن میں رکھ دیا کرو۔ جمعہ کے جمعہ جو جمع ہو اسے بیچکر پیسے رکھ لئے اور ماہواری اپنی انجمن کے سیکرٹری کو بھجوا دئے یہ رقم دار لنگر خانہ میں خرچ ہو جہاں تمہارے امام کے شہر میں آنیوالے مسافر کھانا کھاتے ہیں اور اس قسم کے خرچ ہوتے ہیں کھانا پکانیکا اہتمام پہلے ہی عورتوں کے سپرد ہے میں چاہتا ہوں یہ لنگر خانہ بھی میری بہنوں کے خرچ سے چلے اور وہ ثواب حاصل کریں اور لطف یہ ہے۔ کہ

اس میں کوئی مزید خرچ بھی نہیں ایک مٹھی آٹا نکالنے سے میں سچ کہتا ہوں اور بڑے یقین کیساتھ کہتا
ہوں کہ کوئی تمہارے گھر میں سے بھوکا نہیں رہیگا اور اسطرف ایک شاخ کے اخراجات کی دلجمعی ہو
جائیگی آٹا خواہ کسی قسم کا ہو اسے حقیر نہ سمجھو اور یہ نہ کہو جیسا کہ اکثر دیہات کی رہنے والیوں سے سنا گیا
ہے کہ ہم زمیندار لوگ گیہوں تھوڑا کھاتے ہیں جو کچھ بھی ہو اللہ کا دیا ہوا رزق ہے طیب ہے حلال
ہے بڑے شکرانے کیساتھ وصول ہوگا ہے تم میں سے کوئی جو میری اس تجویز پر نہ صرف خود عمل کرے
بلکہ اپنے سارے محلہ سارے گاؤں سارے شہر میں اسے رواج دے اور میں اگلی اشاعت میں
اسکا شکریہ ادا کرسکوں ہے تم میں سے کوئی جو وہ کام کر دکھائے جو ابتک مردوں سے نہیں ہوسکا
اور جس کی طرف پوری توجہ نہ دینے سے ہر سالانہ جلسہ پر یہ رونا رونا پڑتا ہے کہ لنگر پر اتنا قرض
ہے اور یہ ہے اور وہ ہے مینے اندازہ کیا ہے اگر یہ طریق تمام احمدی گھرانوں میں استقلال کے ساتھ
جاری ہوجائے تو لنگر کے اخراجات سے گونہ بیفکری ہوسکتی ہے مردوں کے لئے اور بہت سے
کام ہیں سلسلہ کی بہت سی شاخیں ہیں انکو اگر اس بارے سبکدوش کر دو اور صحابیہ و تابعیہ
عورتوں کا نمونہ دکھلاؤ تو آنیوالی نسلیں تمہارا نام عزت و حرمت سے لینگی مولا کریم تم پر تمہاری اولاد پر
تمہارے گھر والوں پر ہزار ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائیگا اگر اپنی ان پہلی بہنوں کے حالات سنو جو
رسول اللہ صلعم کے پاک زمانے میں تھیں یا جو خیر القرون میں ہو گزری ہیں تو حیران رہ جاؤ اور اپنی
سستی اور غفلت آمیز حالت پر ہزار ہزار آنسو بہاؤ۔ امامہ تابعیہ تمہاری ہی بہن تھی جو اپنے زہد
و تقدس میں ضرب المثل تھی اور پھر اس نے روم و شام کی معرکۃ الآرا لڑائیوں میں اپنی جانبازی کا ثبوت
دیا میدانوں یرموک میں رومیوں کا جو دندان شکن مقابلہ اسنے کیا وہ اسکی دینداری اور جاں نثاری کا بروایت
واقدی ایک بین ثبوت ہے ایک ام بجیر صحابیہ گزری ہیں جنکا اصلی نام حوا تھا بیعۃ الرضوان
میں حضرت رسول انس و جاں کے دست حق پرست پر جن لوگوں نے اپنی جانیں لڑا دینے کے عہد کئے
تھے ان میں آپ بھی شامل تھیں ایک ام حسان کوفہ میں گزری ہیں جنکا ذکر نفحات الانس میں آیا سفیان
ثوری انکی زیارت کو گئے دیکھا ایک پرانے بوریئے پر پڑی ہیں اور پاس کچھ بھی نہیں حضرت نے عرض

کیا۔ آپ کے صاحبزادے ہیں مالدار ہیں آپ کس حال ہیں ہیں فرمایا مجھے یہی حالت جس میں میرے مولیٰ نے رکھا ہے پسند ہے ہم دنیا کے متعلق اپنے رب سے جو مالک ہے اور ہر چیز پر قادر ہے سوال کرنے میں شرم رکھتی ہوں۔ تو انکے پاس اپنی حاجت کیوں لیجانے لگی جو نہ کسی چیز کے حقیقی مالک ہیں نہ کسی کی نفع رسانی پر قادر بلکہ خود دوسروں کے محتاج ہیں میری عزیز بہنو! یہ تھی ان عورتوں کی حالت اب اپنی حالت سے انکا مقابلہ کرو اور سنو! قبیلہ خزرج میں سے ایک مشہور صحابیہ انس بن مالک کی ماں گزری ہیں چونکہ آپ بیوہ تھیں ابوطلحہ نے انہیں پیغام نکاح دیا مگر تھے وہ اسوقت کافر اس دلیر عورت نے کس جرأت سے اسکے پیغام کا جواب دیا اور کس دلیری سے تبلیغ کی کہا سُن ابوطلحہ مجھے تیری حالت پر افسوس ہے نکاح کرنے کی فکر ہے مگر اپنی عاقبت کی فکر نہیں تیری عقل پر ہزار افسوس ایسی چیزوں کی پرستش کرتا ہے جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں اور پھر ایندھن بن کر آگ میں پڑتی ہیں کیا تجھے اسکو اپنا معبود بنانے میں شرم نہیں آتی جسے دوسرے وقت میں خود ہی آگ میں جھونکتا ہے ابوطلحہ سے اسکا کچھ جواب نہ بن آیا اور وہ فوراً مسلمان ہو گیا اس تمہاری بہن نے ایک مرد کو مسلمان بنادیا تم بتاؤ کبھی کسی اپنی ہمجنس عورت کو کوئی کلمہ حق ایسے طریق سے سنایا ہے کہ وہ مان گئی ہو پھر تمہیں میں سے ام کلثوم بھتیں میری مراد اس معزز خاتون سے نہیں جس نے اپنے عزم کا یہ نمونہ دکھلایا تھا کہ قیصرہ روم کو چند اشیاء نفیس بطور تحفہ بھیجکر اس طرح پر تبلیغ سلسلہ حقہ کا ایک موقعہ نکالا تھا بلکہ میں اسوقت ابن ابی معیط کی بیٹی ام کلثوم کا ذکر کرتا ہوں جو مکہ معظمہ میں مشرف بہ اسلام ہوئیں اور مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے گئیں یہ تھی ہمت اور یہ تھا دین کا شوق پھر وہاں جا کر بھی دین سے غافل نہیں ہو گئیں بلکہ علم حدیث میں ایک نمایاں رتبہ حاصل کیا بہت سے تابعین ان سے روایت کرتے ہیں بیوہ کے نکاح کے متعلق جو عملی سبق انھوں نے امت مرحومہ کو دیا ہے وہ قابل صد آفرین ہے پھر کیا تمہیں قبیلہ غفاریہ کی مشہور صحابیہ امیہ کا حال معلوم ہے جنکے بارے میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ نے غزوہ خیبر کا ارادہ فرمایا تو یہ چند بیبیوں کو ہمراہ لیکر حضور رسالتمآب میں حاضر ہوئیں اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے کی خدمات کے لئے اپنے تئیں پیش کیا اور اس نیک نمونہ کا یہ اثر ہوا کہ کئی بیبیاں اس

کارِ خیر میں شریک ہوئیں اپنی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے حالات ہی سنو جنکی سخاوت کا یہ حال تھا کہ عبداللہ بن زبیر نے آپکو لاکھ درہم بھیجے آپنے اسی وقت فقراء میں تقسیم کردیئے آپ اسدن روزے سے تھیں افطاری تک کے لئے کچھ نہ رکھا اور نہ کوئی چیز گھر میں تھی اپنا پیراہن ایسا پرانا ہوگیا ہے کہ پیوند لگ رہے ہیں ستر ہزار درہم آتا ہے آپ اسے راہ مولیٰ میں لٹا دیتی ہیں اور اپنے تن من کے لئے اتنا فکر نہیں کہ ایک کرتہ ہی بنوالوں اب ہماری بہنوں کا یہ حال ہے کہ جب تک ہر موسم کے لئے پچیس پچیس قمیص نہ ہوں ہزار یا لنسو کا زیور نہ ہو جینا ہی دوبھر ہے۔ بہنو یہ قصہ اسلئے سنایا کہ بعض اوقات میں نے سنا ہے کہ انکو کچھ ملتا تو کپڑے اور زیور بھی بنا لیتیں دیکھو ملتا تو بہت کچھ تھا مگر دنیا سے جی اُٹھ چکا تھا وہ دنیا کو مزرعۃ الآخرہ سمجھتی تھیں پس وہ اس دنیا سے اپنی عاقبت کے لئے ساز و سامان بہم پہنچاتی تھیں اس دنیا کی چند روزہ زندگی میں ایسا محو نہ ہوتی تھیں کہ خدا تک بھلا دیں انہی میں سے ایک مشہور واعظہ میمونہ گزری ہیں جو تصوف کے رنگ میں رنگین تھیں ایک روز اپنے وعظ میں فرمانے لگیں جو کپڑا حلال کمائی کا ہو اور پہننے والا بھی گناہوں سے بچتا رہے تو کئی سالوں تک نہیں پھٹتا دیکھو ایک کپڑا میرے جسم پر ہے جو ۴۰ برس سے ہے اور ابھی تک ویسا ہی ہے سطحی خیالات کے لوگ تو انکی بات کو کیا سمجھتے جو اہلِ دل تھے انہیں وجد آگیا انکا مطلب اپنے بدن کے چمڑے سے تھا تیسری صدی کے ابتداء میں ایک بی بی نفیسہ نام گزری ہیں جو اسحاق بن جعفر صادق کی بیوی تھیں انکی حق گوئی کا یہ حال تھا کہ جب مصر کے بادشاہ کا ظلم حد سے بڑھا تو وہ شاہی سواری کی رہگذر میں کھڑی ہوگئیں اور ایک رقعہ اسے پہنچایا جسکے اخیر کے چند فقرے یہ ہیں اعملوا ما شئتم فانا صابرون وجوروا فانا مستجیرون واظلموا فانا متظلمون وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون بادشاہ پر اسکا ایسا اثر ہوا کہ اپنے سب مظالم چھوڑ دیئے اور توبہ کرلی میں یہ مختلف قصے اسلئے سنائے کہ میری بہنوں کو معلوم ہو عورتوں نے دنیا میں بڑے بڑے کام کئے ہیں اور انمیں ہر قسم کی استعدادیں ہیں پس تم جو انکی جانشین ہو تم بھی ہمت کرو اور اپنی جانشینوں کے لئے ایسا نمونہ نہ چھوڑو جو انکو اور بھی سست کر دے بلکہ اپنے کارناموں کی ایسی زندہ مثالیں قائم کرو کہ تمہارے وارث

بتمبر درود بھیجیں ایک میٹھی آئے کی درخواست اور اتنی لمبی تمہید لطیف بود حکایت دراز تر گفتم امید ہے
ہر ے بھائی اپنے اپنے گھروں میں یہ مضمون سنادینگے اور اپنے گھروں میں اس تجویز پر عمل
کرکے اجر جزیل حاصل کرینگے خدا آپکو توفیق دے اللّٰھم آمین

طریقہ قادریہ وسُہروردیہ

"مسلمانوں میں چار طریقے فقراء کے بہت مشہور ہیں چشتی۔ سہروردی قادری۔ نقشبندی انہیں
سے متاخرین قادریہ وسہروردیہ میں جو کچھ سکھایا جاتا ہے اس میں سے جو کچھ جناب مولوی امام الدین
صاحب ساکن گولیکے ضلع گجرات نے اپنے تجربات کی بناء پر ظاہر فرمایا ہے ناظرین کی اطلاع
کیلئے درج کیا جاتا ہے امید ہے یہ مضمون دلچسپی سے پڑھا جائیگا کیونکہ یہ کسی کتاب سے نقل نہیں
کیا گیا بلکہ مولانا نے اپنے حالات لکھے ہیں جو احمدیت سے پہلے فقراء کے سلسلوں میں ان پر گذری"
فرقہ وجودیہ میں مراتب ستہ کمال انسانی کے یہ بیان کئے گئے ہیں جسم (عالم شہادة) برزخ۔
روح۔ ان تینوں کو مراتب امکان کہتے ہیں اور واحدیت وحدت۔ احدیت ان مراتب ثلثہ کا نام مراتب
وجوبی ہے انسان ان چھہ مراتب کا جامع بتلاتے ہیں۔

طریقہ یہ ہے کہ ذکر اللہ و مراقبہ سے انسان عالم مثال میں سیر کرنے لگتا ہے مکاشفات حالات قلوب
وقبور وغیرہا جنکی صورتیں تو ہیں مگر مادہ اور جسمانیت سے نہیں ہیں سب اس سیر میں طے ہو جاتے ہیں اور
تصرفات روحانی بصرف ہمت اور مکاشفات بہ توجہ قلب اس سے ہو سکتے ہیں۔ اس منزل کو بذریعہ تصور
شیخ یا تصور محبوب طے کرانیکا طریق مشائخ میں جاری وساری ہے وہ اپنے مریدوں کو حبس نفس پاس انفاس
قلت طعام قلت کلام قلت صحبت مع الانام یکسوئی توجہ۔ اتباع شیخ دوام تصور۔ دوام ذکر قلبی
ذکر قلب احمر (دماغ) ذکر لطیفہ النفس زیر ناف بقدر سہ انگشت شغل یکسوئی نظر کی ہدایت کرتے ہیں کانوں
کی آواز سے بھی ذکر کیا جاتا ہے جو خشکی دماغ یا توجہ مشائخ سے خود بخود پیدا ہو جاتا ہے میرے والد مرحوم

(حضرت مولانا بدرالدین) فرماتے تھے کہ جالندھر میں ایک سائیں صاحب دھونی رمائے بیٹھے رہتے تھے۔ میں بھی ایک طالبعلم کی حالت میں وہاں آنا جاتا کبھی کبھی بیٹھ جاتا۔ ایکدن مجھے فرمانے لگے کیوں میاں لڑکے کچھ فقر سیکھنا یا اس کا کرشمہ دیکھنا چاہتے ہو میں نے عرض کیا حضور! فرمایا ذرا سنبھل کر بیٹھ جاؤ اور آنکھیں بند کرکے توجہ یکسو کر لو جب میں حسب ہدایت انکے بیٹھ گیا تو تھوڑی دیر بعد میری حالت ایسی ہوگئی۔ کہ مجھے کچھ ہوش نہ رہا اور ایک نہایت لذیذ آواز ھُو ھُو کی میرے کانوں میں آنے لگی اس میں کچھ اس غضب کا سرور تھا کہ میں مستی کے عالم میں جھومنے لگا آخر خود سائیں صاحب نے مجھے بیدار کیا اور فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ اسی حالت میں مست رہو میں نے کہا نہیں مجھے پڑھنے کا شوق ہے تحصیل علم کے لئے میں اپنا وطن چھوڑ کر یہاں درویشانہ بسر کرتا ہوں دعا فرمایئے کہ میں عالم متقی بنجاؤں فرمایا اچھا جاؤ جب کبھی تمہارا دل چاہے الگ بیٹھکر توجہ کر لیا کرو یہ حالت طاری ہوجایا کریگی والد مرحوم فرماتے تھے اب بھی جب میں کسی گوشے میں متوجہ ہو کر بیٹھ جاؤں تو یہ آواز آنے لگتی ہے اور زیادہ مشق کرنے سے کئی امور مغیبہ بھی ظاہر ہوجاتے ہیں۔

قادریہ طریقہ میں بھی ایسے ہی مراقبات ہیں ہاں اسمیں ایک طریقہ جسے اویسیہ کہتے ہیں زیادہ ہے وہ یہ ہے کہ رُو بہ بغداد ہو کر سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی صورت کا تصور کیا جاتا ہے یہ تصور آپ کی تصویر سے بھی بندھوایا جاتا ہے جو مشائخ قادریہ کے بعض خاندانوں میں محفوظ چلی آتی ہے اس سلسلہ کے ایک مشہور پیر کا ذکر (جو اب وفات پا چکے ہیں) ہے کہ شروع صدی میں اکثر مجھے فرمایا کرتے تھے عالم بالا میں کسی غوث الوقت کا بڑا چرچا ہے معلوم نہیں کون ہوتا ہے یا ہوگیا ہے مگر تعجب کہ جب حضرت اقدس کی خبر انکو پہنچی تو خوش نہیں تھے۔

ایک طریقہ قادریہ سروری ہے جو بمقابلہ زاہدی نامزد ہے کہتے ہیں یہ طریقہ بھی حضرت سید عبدالقادرؓ سے ہے جو سلطان باہو قدس سرہٗ سے زیادہ رائج ہے اس سلسلہ کے پیر اسم ذات (اللہ) سنہری لکھا ہوا یا نورانی حروف سے دل پر بزور توجہ نقش کردیتے تھے مگر اب تو برائے نام ہی یہ بات رہگئی ہے کیونکہ کوئی صاحب (کم از کم میرے علم میں) نہیں رہے جو بزور توجہ ایسا کر سکیں زیارت نبوی اور تصور

اسم ذات انکا پہلا سبق ہے کہتے ہیں کہ سلطان باہو کے مزار مبارک سے یہ فیض کسی کسی کو بشرط ارادات ترک دنیا ہو جاتا ہے آپ کی کتب میں تصورات کلمات طیبات قلب بلکہ قالب پر اور تلاوت کلام اللہ کی تاکید پائی جاتی ہے۔

الغرض ایسے تصورات سے عالم مثال کی سیر کرانے کے بعد ترقی کا تیسرا درجہ عالم روح ہے اسمیں فکر معنی اسم الذات ترقی کی سبیل ہے کیونکہ عالم شہادت میں تو ذکر لسان اعمال بدنی موجب ترقی ہیں اور عالم مثال میں تصور صور کا صورت محبوب ہو منکوحہ یا غیر منکوحہ امرد ہو یا کوئی اسم ہی لکھا ہو کوئی ستارہ ہی ہو شمس یا قمر رفیق راہ اور راہنما بلکہ رہبر بتایا جاتا ہے مگر عالم روح جو مادہ اور صورت سے مجرد شے فرض کی گئی ہے اسمیں معانی ہی رہبر ہوتے ہیں جیسے کلام نفسی یا بالتفصیل مجمل مضمون قوت مخیلہ میں بصورت کلام موزون یا غیر موزون آجاتا ہے اور پھر وہ کلام لفظ یا کتابت میں آجاتا ہے ویسے ہی روح عالم مثال میں آکر مجسم بالصورۃ المثالی ہو جاتی ہے پھر وہ مجسم ہو کر بنظر ظاہر بھی دیکھی جا سکتی ہے اس عالم میں ملائکہ اور ارواح کی ملاقات ہوتی ہے اور بہت سے علوم کے مسائل حل ہو جاتے ہیں کلمہ طیبہ کے معنی کا تصور اور اسم ذات اللہ کا تصور اس عالم روح کی سیر میں بڑی ترقی کراتا ہے۔

اس سے آگے جو محقق ہیں وہ کہتے ہیں کہ آگے سیر قدمی نہیں صرف سیر نظری ہے مگر وحدت وجودی کہتے ہیں مراتب امکانیہ کی حقیقت مراتب وجوبیہ ہے وہاں بھی سیر قدمی ہی ہو جاتی ہے خبر کیف ما کان آگے اس سے مرتبہ واحدیت ہے یعنی صفات تفصیلیہ خداوند کریم رب رحمٰن رحیم مالک سمیع بصیر علیم الیٰ غیر النہایہ کا علم حاصل کرنا عالم روح میں تو فنا فی الشیخ بلکہ فنا فی الرسول کا مرتبہ طے ہو چکا اور اس عالم میں سیر فی اللہ کا درجہ طے کرنا شروع ہو جاتا ہے ہر ایک اسم الٰہی کا ظہور اپنے اپنے مظاہر میں نظر آتا ہے اور بذریعہ توجہ سمجھایا جاتا ہے کہ وہ رفیع الشان اپنی رفعت بصورت اجرام فلکیہ ظاہر کر رہا ہے اور وہی سمیع و بصیر بصورت آذان و اعین بات چیت سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے مگر یہ نہیں کہ مقید با تصور ہو کر وہی ہے۔ وہ تو مطلق ہے مگر صورت میں بہ ترکیب صفات محدود ہو کر آیا ہوا ہے غرض اسطرح پر صفات اللہ کی سیر ہوتی ہے اور اس تفصیل میں جوں جوں وسعت پیدا

ہوتی جاتی ہے عالم شہادت عالم مثال عالم ارواح اس سمندر کی موجیں نظر آتی ہیں اور بڑی عجیب کیفیت قلب پر طاری ہوتی ہے بڑے بڑے علوم دل پر کھلتے ہیں پھر اس سے آگے ہے مرتبہ وحدت جو کہ پانچواں درجہ ہے کمال انسانی کا اسکے معنے ہیں حقیقت جامع جمیع کمالات مقدس از ہمہ عیوب و نقائص جو معنی ہیں اسم اللہ کے لیکن بلحاظ صفت جامعیت۔ اور یہی ہے حقیقہ محمدی جسکا مظہر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یعنی مجمل صفت کمال جسکی تفصیل اسماء حسنیٰ اور صفات غیر متناہیہ ہیں۔

اسکے آگے ہے مرتبہ احدیت جس کے معنی ہیں مطلق ذات اور ذات بحت بدون اعتبار صفات جسکے لئے اسم ھو اصطلاحاً متعین ہے وجود مطلق اور ہستی مطلق بھی اسی کا نام ہے صوفیہ کی اصطلاح میں اس سے مراد وجود بلا شرط شئی مگر بمعنے مصدر یعنی بودن بلکہ بمعنی ہست یعنی ہے کا موضوع لہ جسکے ساتھ کسی شرط ظہور کے ہونے نہ ہونے کی کوئی قید نہ ہو جبھی تو کائنات کا وجود اور عدم اسکے لئے متساوی ہے کیونکہ وہ مطلق ہے واضح ہو کہ اس مرتبہ میں صفات سے انکار نہیں بلکہ صفات کا اعتبار اور لحاظ نہیں کیا جاتا جیسے دور سے کسی درخت کو دیکھکر وہ سے اشارہ کیا جاتا ہے۔ گو واقع میں بحالت نظر تفصیلی اس میں شاخیں ہیں پتے ہیں پھول ہیں پھل ہیں لیکن اسوقت انکا لحاظ نہیں کیا گیا یہاں پر ہم یہ بحث نہیں کرتے کہ یہ حق ہے یا نہیں کیونکہ غرض صرف بیان حالات ہے۔ سہروردی طریقہ جو اسی قادریہ کی ایک شاخ ہے حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا جاتا ہے۔

انکے بھی یہی اصول ہیں صرف ابتدائی اذکار اور وظائف میں فرق ہے پہلے ذکر قلبی ہے اور اسکے ساتھ تصور شیخ جسے فنافی الشیخ کہتے ہیں پھر فنافی الرسول ہے اور یہ اسی تصور شیخ ہی کی ایک دوسری صورت ہے کیونکہ صورت شیخ ہی کو صورت رسول قرار دے لیتے ہیں اور اس میں صفات رسول کا ملاحظہ کرتے ہیں بعض صاحبدل وظائف و اعمال کے ذریعے سے زیارت اعلیٰ سے مشرف کروا کے فنافی الرسول کا مراقبہ کراتے ہیں بعض تصویروں سے کام لیتے ہیں فنافی الرسول سے ترقی کر کے آگے جس درجے میں پہنچتے ہیں اسکا نام فنافی اللہ ہے اس میں اپنی صفات سے

الگ ہو کر صفات باری سے متاثر بلکہ انہی صفات سے موصوف بنجانیکا خیال ہوتا ہے پھر سیر فی اللہ ہے یعنی رنگ برنگ صفات کا مطالعہ اور انکا استغراقی مطالعہ - دو اور ہیں سیر الی اللہ اور سیر من اللہ یعنی عروج کر کے پھر نزول صفات وجوبیہ کے بعد صفات امکانیہ میں آجانا -

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

اور

حضرت مسیح (علیہ السلام)

اخبار ایپی فینی کلکتہ کی ۲۱ اکتوبر ۱۹۱۱ء کی اشاعت میں کسی مسلمان نما عیسائی کیطرف سے ایک مضمون بعنوان بالا شائع ہوا ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی خیالی صفات کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خیالی عیوب کے سامنے رکھکر اول الذکر کو فوقیت دیکر قابل تقلید ٹھہرایا گیا ہے اور آخر الذکر کو نعوذ باللہ ظالم لٹیرا وغیرہ وغیرہ ناموں سے یاد کیا گیا ہے چونکہ مضمون کے آخر میں راقم مضمون نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا ہے (جو مذکورہ بالا اعتقادات کو پیش نظر رکھکر ایک منٹ کے لئے بھی صحیح تسلیم نہیں کیا جا سکتا) اور دیگر مسلمانوں سے اپنے خیالات کی تردید چاہی ہے اسلئے ہم ذیل میں ان باتوں کا مختصراً جواب دیتے ہیں جو راقم مضمون نے مندرجہ بالا نتائج کیلئے بطور دلائل پیش کی ہیں -

سب سے پہلی بات جو بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے سب سے بڑے اور آخری پیغمبر محمد (صلعم) کو رسول اللہ کہتے ہیں اور ہمارے خداوند یسوع مسیح کو صرف بنی مگر وہ اسے روح اللہ کا خطاب بھی دیتے ہیں اب دیکھو کہ لفظ رسول کے معنی صرف ایک ایلچی یا واعظ کے ہیں اور روح کے معنی سپرٹ سول (روح) کے ہیں اسلئے روح اللہ یعنی مسیح تو خدا کے روح ہوئے اور محمد

صرف ایلچی یا واعظ ہیں وہ خداوند یسوع کے مقابلہ میں کسطرح اعلیٰ ہو سکتا ہے"۔

ناظرین البچشمی مندرجہ بالا عبارت میں مضمون نگار صاحب کی مسلمانی کا راز تو طشت از بام ہو گیا "ہمارے خداوند یسوع مسیح" کے لفظ سے صاف معلوم ہو گیا کہ ہمارے کے لفظ کے اندر کوئی یسوع کے چیلے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یا کوئی مسلمان کسی نے سچ کہا ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔ خیر اس جملہ معترضہ سے اجتناب کر کے ہم نفس مضمون پر غور کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ راقم مضمون کو نہ قرآن کریم سے ہی واقفیت ہے اور نہ ہی دیگر اسلامی کتب سے جن میں ان اعتراضوں کے سینکڑوں دفعہ جواب دئے گئے ہیں ورنہ وہ اس لغو اعتراض کے پیش کرنیکی ہرگز جرأت نہ کرتے۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۱۹۰۳ء کے اپیفینی ہی کے کسی پرچہ میں کسی ہندو کی طرف سے یہی اعتراض پیش کیا گیا تھا اور اسی طرح سے اسوقت بھی کسی ہندو نما مسیحی نے حضرت مسیحؑ کو کل نبیوں سے افضل ٹھہرا کر اہل اسلام کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کی تھی اسوقت جو کچھ جواب حضرت حجۃ اللہ المسیح الموعود مرحوم و مغفورؑ نے دیا تھا وہ اخبار الحکم قادیان مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۸ پر چھپا ہوا ہے میرے خیال میں اگر اسے یہاں پر ہو بہو نقل کر دیا جائے تو پھر اور کسی جواب کے بیان کرنیکی ضرورت ہی نہیں رہتی لہذا ہم ذیل میں اسے ہو بہو نقل کئے دیتے ہیں۔

روح منہ اللہ تعالیٰ کا حضرت مسیح علیہ السلام کو روح منہ فرمانے سے اصلی مطلب یہ ہے کہ تا ان تمام اعتراضات کا جواب دیا جاوے جو انکی ولادت کے متعلق کئے جاتے ہیں۔ یاد رکھو کہ ولادت دو قسم کی ہوتی ہے ایک ولادت تو وہ ہوتی ہے کہ اس میں روح الٰہی کا جلوہ ہوتا ہے اور ایک وہ ہوتی ہے کہ اس میں شیطانی حصہ ہوتا ہے جیسا کہ قرآن شریف میں بھی آیا ہے کہ وشارکھم فی الاموال والاولاد یہ شیطان کو خطاب ہے غرض خدا تعالیٰ نے روح منہ فرما کر یہودیوں کے اس اعتراض کو رد کیا ہے جو وہ نعوذ باللہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کو ناجائز ٹھہراتے تھے روح منہ کہکر صاف کر دیا کہ انکی ولادت پاک ہے۔

یہودی تو ایسے بیباک اور دلیر تھے کہ انکے منہ پر بھی انکی ولادت پر حملہ کرتے تھے۔ حدیث

شریف میں آیا ہے کہ وہ مسّ شیطان سے پاک ہے اس میں بھی اسی کی تصدیق ہے ورنہ تمام انبیا اور صلحا مس شیطان سے پاک ہوتے ہیں حضرت مسیحؑ کی کوئی خصوصیت نہیں انکی صراحت اسواسطے کی ہے کہ انپر ایسے ایسے اعتراض ہوئے اور کسی نبی پر چونکہ اعتراض نہیں ہوئے اسلیئے ان کے لئے صراحت کی ضرورت بھی نہ پڑی دوسرے نبیوں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے متعلق ایسے الفاظ ہوتے تو یہ بھی ایک قسم کی توہین ہی کیونکہ اگر ایک مسلم ومقبول نیک آدمی کی نسبت کہا جاوے کہ وہ تو زانی نہیں یہ اسکی ایک رنگ میں ہتک ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کو تو خود اہل مکہ تسلیم کر چکے ہوئے تھے کہ وہ مس شیطان سے پاک ہے تب ہی تو آپ کا نام انھوں نے امین رکھا ہوا تھا اور آپنے بڑی تحدّی سے کہا کفقد لبثت فیکم عمراً پھر کیا ضرورت تھی کہ آپکی نسبت بھی کہا جاتا یہ الفاظ حضرت مسیحؑ کی عزت کو بڑھانیوالے نہیں ہیں انکی برأت کرتے ہیں اور ساتھ ہی ایک کلنک کا بھی پتہ دیدیتے ہیں کہ انپر الزام تھا۔

یاد رکھو کہ کلمہ اور روح کا لفظ عام ہے حضرت مسیحؑ کی کوئی خصوصیت اس میں نہیں ہے یؤمن باللہ وکلماتہ اب اللہ تعالیٰ کے کلمات تو لا انتہا ہیں اور ایسا ہی صحابہ رضؓ کی تعریف میں آیا ہے ایدھم بروح منہ پھر مسیح کی کیا خصوصیّت رہی۔

حضرت مسیحؑ کی ماں کی نسبت جو صدیقہ کا لفظ آیا ہے یہ بھی دراصل رفع الزام ہی کے لئے آیا ہے۔ یہودی جو معاذ اللہ انکو فاسقہ فاجرہ ٹھہراتے تھے قرآن شریف نے صدیقہ کہکر انکے الزاموں کو دور کیا ہے کہ وہ صدیقہ تھیں اس سے کوئی خصوصیت اور فخر ثابت نہیں ہوتا اور نہ عیسائی کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ انکو یہ امور پیش بھی نہیں کرنے چاہئیں" انتہی بلفظہ الشریف از اخبار الحکم مورخہ ۳۰ راپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۸ کالم ۲

معزز ناظرین! مندرجہ بالا عبارت سے حضرت روح اللہ کی تمام حقیقت کھل گئی اور حضرت مسیح کی افضلیت ظاہر ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ یہ لفظ حضرت مسیحؑ کی افضلیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یا کسی کلنک کا پتہ دیتا ہے۔

اب ہم ذیل میں ان کلمات کو نقل کرتے ہیں جو قرآن کریم نے آنحضرت صلعم کی بابت استعمال کئے ہیں تاکہ روح اللہ کے مقابلے میں ہمارے ناظرین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا جلوہ بھی نظر آ جائے اور معلوم ہو جائے کہ سورج کے محاذ میں چاند کو رکھنا اول درجہ کی غلطی ہے

معترض صاحب نے اپنے مضمون میں زیادہ تر لفظ رسول اللہ پر زور دیا ہے کہ رسول کے معنی ایلچی کے ہیں اور یہ کوئی اتنا بڑا تعریفی کلمہ نہیں ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم نے صرف لفظ رسول اللہ پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ اسنے آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کی بابت ایسے ایسے کلمات استعمال کئے ہیں کہ جن کے مقابلے میں حضرت روح اللہ کی خدائی تو درکنار انسان کامل ہونیکا ثبوت بھی امر محال ٹھہرتا ہے اور سوائے ایک معمولی نبی کے ہمیں کوئی ہی غیر معمولی فضیلت دکھائی نہیں دیتی اگر ہم قرآن کریم پر غور کریں تو ہمیں ذیل کے الفاظ آنحضرت صلعم کے حق میں ملتے ہیں جو جا بجا قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔

(۱) ثم دنا فتدلّٰی فکان قاب قوسین او ادنٰی۔ یعنے وہ (حضرت نبی کریم صلعم) اپنی ترقیات کاملہ قرب کی وجہ سے دو قوسوں میں بطور وتر کے ہے بلکہ اس سے بھی نزدیک تر یعنی آنحضرت کا خدا اور مخلوق کے درمیان وہ واسطہ ہے جو ایک وتر کو دو قوسوں سے بلکہ وہ قوس الوہیت کی طرف اس سے بھی نزدیک تر ہے۔

(۲) وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی اور نہیں پھینکا (کنکریوں کو) جب تو نے پھینکا ہاں مگر خدا نے پھینکا یعنی رسول کا پھینکنا گویا کہ خود خدا کا پھینکنا ہے۔

(۳) ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ بیشک وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں سوائے اسکے نہیں کہ وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں وہ خدا کا ہاتھ ہے جو انکے ہاتھوں کے اوپر ہے (یہاں رسول اللہ کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ کہا گیا ہے۔

(۴) قل یٰعبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعاً۔ ترجمہ کہو اے رسول کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنی

جانوں پر اسراف کیا ہی خدا کی رحمت سے نا امید مت ہو بیشک خداوند تعالیٰ سارے کے سارے گناہ بخشیدیگا (یہاں کل مخلوق کو رسول اللہ کے بندے کہا گیا ہے)

(۵) قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا کہدے حق آیا اور باطل بھاگ گیا بیشک باطل نے بھاگنا ہی تھا اسجگہ حق سے مراد خداوند کریم قرآن کریم اور آنحضرت صلعم ہیں اور باطل سے مراد شیطان شیطانی تعلیمیں اور شیطانی گروہ ہیں پس دیکھو کس طرح سے خداوند تعالےٰ نے اپنے نام کیساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شامل کر لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور فرمانا گویا خدا کا ظہور فرمانا ہوا)

(۶) قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم کہدے اے رسول کہ اگر تم اللہ کو چاہتے ہو تو میری پیروی کرو (جسکا نتیجہ یہ ہوگا) کہ اللہ تمکو اپنا محبوب بنالیگا اور تمہاری گناہ بخشدیگا کیونکہ اللہ غفور رحیم ہے (اسجگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو خود خدا کی پیروی) اور آمرزش گناہاں کا موجب قرار دیا گیا ہے۔

(۷) ولا يملك الذين يدعون من دونه الشفاعة الا من شهد بالحق وهم يعلمون ط اور وہ لوگ کہ جنہیں وہ سوائے اسکے شفاعت کرنیکے لئے پکارتے ہیں کچھ اختیار نہیں رکھتے ہاں مگر وہ کہ جس نے حق کی گواہی دی اور وہ جانتے ہیں (کہ وہ کون ہے) اسجگہ حق کی گواہی دینے والے سے مراد آنحضرت صلعم ہیں جنھوں نے سخت کفر و ضلالت کیوقت ہیں حق بات کہی۔

(۸) وكان فضل الله عليك عظيما (اور اللہ کا فضل تجھ پر بڑا ہے) ذرا غور فرمایئے کہ اس مالک ملکوت ارض و سموات کا عظیم کیا درجہ رکھتا ہے

(۹) فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم (جو لوگ اسکے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہونے یا دکھ دینے والے عذاب سے ڈریں) دیکھو نبی کریم صلعم کی شان کتنی عظیم ہے کہ آپکے حکم کی خلاف ورزی عذاب الیم لانیوالی ہے۔ بتلاؤ مسیحی صاحبان اب بھی کچھ گنجائش باقی رہی اور حضرت روح اللہ کی خدائی اظہرمن الشمس

ہوئی یا نہیں متذکرہ بالا کلمات کے ہوتے ہم حیران ہیں کہ عیسائی لوگ لفظ روح منہ پر کیوں اتنے جوش وخروش میں آتے جاتے ہیں اور خواہ مخواہ حضرت مسیحؑ کو خدائی کا رتبہ دے رہے ہیں اگر عیسائیوں کے وہ معانی جو وہ لفظ روح منہ کے کرتے ہیں بالکل ٹھیک ہیں اور اگر واقعی حضرت مسیحؑ اس لفظ سے خدا ٹھہرتے ہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ عیسائی مندرجہ بالا پاک آیات کے کیا معنی کرینگے جو قرآن کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت آئی ہیں یا تو اس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضرت مسیح کا خدا ماننا پڑتا ہے اور یا جیسا کہ حق ہے حضرت مسیحؑ کو خدائی کے رتبہ سے اُتار کر بشریت کا جامہ پہنانا چاہیئے اور آنحضرت صلعم کو تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض کے ماتحت خدا تعالےٰ کے فرمودہ کے بموجب ان سے افضل جاننا چاہیئے مگر عیسائیوں کو تو اپنے کام سے کام ہے انہیں کسی کی افضلیت سے کیا تعلق وہ توصرف اپنے یسوع کی خدائی ثابت کرنیکے درپے ہیں۔ کوئی فقرہ انہیں قرآن کریم یا اور کسی کتاب سے حضرت مسیحؑ کی بابت ملجائے۔ بس وہ دنیا کو سر پر اٹھالیتے ہیں اور اس فقرہ کے موقع ومحل کو نہیں دیکھتے اور نہیں جانتے کہ اسکا پیش کرنا ہمارے لئے عزت کا باعث ہے یا موجب ننگ وعار یاد رکھو کہ قرآن کریم نے تم پر یہ ایک بہت بڑا احسان کیا ہے کہ حضرت مسیحؑ کو روح منہ فرما کر کل دنیا کے مسلمانوں کے دلوں سے اس ناپاک الزام کو دور کر دیا ہے جو یہودی لوگ محض اپنی خباثت طبع سے آپ پر لگاتے تھے ورنہ یہود کہاں مانتے تھے حضرت مسیحؑ باوجود اپنی عجیب قسم کی ولادت اور دیگر ایسے ہی بڑے بڑے قرائن کے جو وہ لوگ پیش کرتے ہیں پھر بھی پاک اور ولد الحلال تھے قرآن کریم کا بہت بڑا احسان ان عیسائیوں پر ہے جسنے ایک بہت بڑے اعتراض کو کئی کروڑ مخلوق کے دلوں سے دور کر دیا۔

اس سے آگے چلکر معترض صاحب فرماتے ہیں کہ "وہ (یعنی رسول کریم صلعم) اور لوگوں کی طرح گناہ میں پیدا ہوا اور ان سے اپنی زندگی دوسرے لوگوں کی طرح گناہ اور ظلم اور لوٹ گھسوٹ میں بسر کی تاکہ اپنے پیرووں اور اپنے دین کو ترقی دے اور اسکی عورتیں اسکے ساتھ میدان جنگ میں جایا کرتی تھیں اور ہمارا خداوند یسوع خدا کا مظہر اور اسکا کلمہ ہے وہ دوسرے لوگوں کی طرح

گناہ میں پیدا نہیں ہؤا اور اسنے اس دنیا میں معصومانہ زندگی بسر کی اور اسکے تمام نشانات اور قانون پاک تھے اور اسکے تمام احکام حلیمانہ محبّت آمیز میٹھے سادے اور عاجزانہ تھے اسنے خدا کا راستہ خالص محبّت کیساتھ دکھایا اور وہ اپنی بکھری ہوئی بھیڑوں کو خدا کے راستہ پر محض ہمدردی سے لایا نہ کہ سختی اور تیز تلوار کے زور سے یہ باتیں ثابت کرتی ہیں اور ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ خود خداوند کی روح یعنی روح اللہ تھی"۔

واہ کیا عجیب منطق ہے۔ پہلے تو معترض صاحب نے صرف قرآن کریم پر ہی اکتفا کیا تھا اور کہا تھا کہ چونکہ قرآن میں مسیحؑ کو روح اللہ کہا گیا ہے اسلئے وہ روح اللہ ہے مگر اب آپ فرماتے ہیں۔ کہ چونکہ یسوع کی زندگی گناہوں سے پاک تھی اور وہ دوسرے لوگوں کی طرح گناہ میں پیدا نہیں ہوئے اسلئے وہ روح اللہ ہے

پادری صاحب آپکو اتنی تکلیف کرنیکی ضرورت نہ تھی ہم تو پہلے ہی مانے ہوئے ہیں کہ وہ روح اللہ تھے اور نہ صرف وہی بلکہ اور بھی کل نبی جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے دنیا کی اصلاح کے لئے آئے ہاں مگر آپنے جو یہ فرمایا ہے کہ یسوع کی زندگی گناہوں سے پاک تھی کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ اسے انجیل سے ثابت کرکے دکھلاتے وہاں تو صاف صاف لکھا ہؤا ہے کہ یسوع ایک انجیر کے درخت کی طرف گیا تاکہ اپنی بھوک کو ٹھنڈا کرے مگر اسپر سوائے پتوں کے کچھ نہ پا کر اسے بددعا دینی شروع کردی دیکھو متی باب ۲۱ - ۱۸ آیت افسوس یسوع کو اتنا بھی خیال نہ آیا کہ درخت کا پھل نہ لانا اسکے اپنے اختیار میں نہیں بلکہ یہ تو اس مالک حقیقی کے بس میں ہے لیکن ہاں اگر ان میں کچھ خدائی تھی تو چاہیئے تھا کہ بجائے بددعا دینے کے اپنی قدرت سے پھل پیدا کر لیتے مگر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وہ درخت جس سے آپ پھل توڑنے کے لئے گئے یسوع کا اپنا تھا ہرگز نہیں اس فعل کو کیا کہیں کہ ایک شخص خوامخواہ کسی دوسرے آدمی کے درخت پر سے میوہ لینے کیلئے جائے اور پھر مزا یہ کہ جب اسپر میوے نہ پائے تو اسے بددعا دینی شروع کردے اور طرفہ اسپر یہ کہ پھل تو پیدا نہ کرسکے اور خدائی کا دعویٰ کرے

ناظرین ذرا انجیل کا ایک اور ورق الٹائیے اور یسوع صاحب کی معصومانہ زندگی کو ملاحظہ کیجئے

ذرا آپ انجیل کے اس مضمون پر غور تو کریں جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ ۔ ۔ کہ ایک فاحشہ عورت یسوع کے پاس آئی اسنے نہایت ناز اور نخرے سے اسکے پاؤں پر اپنے بال ے۔ اور حرامکاری کے عطر سے اسکے سر پر مالش کی۔ (تفصیل کے لئے دیکھو رد افتراء)

پھر ہم عیسائیوں سے پوچھتے ہیں کہ یسوع کی بزرگ دادیوں نانیوں کے احوال انجیل میں کیسے پاک طریقہ میں بیان کئے گئے ہیں افسوس جس شخص کی زندگی عیب دار انجیل میں دکھائی گئی ہو اور جو خود اپنے نیک نہ ہونے کا اعلان کرے اس کی زندگی کو تو معصومانہ زندگی کہا جائے اور جو شخص اپنی شاندار لائف میں مخالفین اور جان کے پیاسوں کے مونہوں سے امین اور راستباز اور نیک کہلائے اور سخت مخالفت کے وقت فقد لبثت فیکم عمرًا کہکر اپنی تمام زندگی کی معصومیت کا اقرار مخالفین سے کرالے اسے گنہگار تصور کیا جائے اسکا بار ثبوت ان مسیحی بزرگوں پر ہے جو خواہ مخواہ صرف زبانی باتوں سے خدا کے ایک پاک نبی کی زندگی کو تو الزام دیتے ہیں اور دوسرے کی زندگی کو معصوم بتلاتے ہیں (حالانکہ انجیل اسکے سراسر خلاف ہے) ہمارے نزدیک تو خدا کے کل نبی معصوم پیدا ہوئے انہوں نے معصومانہ زندگی بسر کی اور معصوم ہی اس دنیا سے گزر گئے اگر مسیحی صاحبان کو حضرت مسیحؑ کی پیدائش پر کچھ تعجب ہو اور وہ اسلیئے انہیں آسمان پر چڑھا رہے ہوں تو یہ بھی تو انجیل ہی میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے وقت ایک شخص ملک صدق نام تھا جسکا نہ کوئی باپ تھا اور نہ ماں اور پھر قرآن کریم نے تو فیصلہ ہی کر دیا ہے کہ ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل اٰدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون۔ یعنی لوگو تم حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش پر متعجب کیوں ہوتے ہو آخر اس سے پہلے ہمنے حضرت آدمؑ کو بھی تو پیدا کیا تھا اور انہیں بھی اسی طرح مٹی سے بنایا تھا اور پھر کُن کا اشارہ کیا تھا جس سے وہ ہوگیا خدا جانے ان نادانوں کی عقلوں پر کیوں پردہ پڑ گیا ہے کہ یہ خواہ مخواہ ایک معمولی سی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں کیا اس شخص کی ولادت پاکیزگی کو لئے ہوئے تھی جسنے پیدا ہوتے ہی اپنے اوپر نعوذ باللہ ولد الحرام کا الزام لگوایا یا وہ جسنے چھوٹی ہی عمر میں امین کا معزز خطاب حاصل کیا۔

معترضو! کچھ تو شرم کرو اور خدا کے نیک بندوں پر جھوٹے الزام نہ لگاؤ آخر تم نے بھی ایکدن مرنا ہے اور اس احکم الحاکمین کے سامنے جواب دینا ہے ہائے افسوس! یہ لوگ کسقدر بیباک ہوتے جاتے ہیں ان باتونکو جنکے جواب سینکڑوں دفعہ اہلِ اسلام کی طرف سے دئے جا چکے ہیں بار بار دہرائے چلے جاتے ہیں حالانکہ یہ بات بہ دلائل ثابت کر دیگئی ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنی زندگی میں کبھی ظلم روا نہیں رکھا آپنے خون بہانے کے بجائے اپنے وطن مالوف کو چھوڑا۔ آپ نے ہر طرح کی مصائب اپنے اوپر برداشت کیں مگر کبھی دشمنوں کے مقابلہ کے لئے پیش قدمی نہ کی ہاں اسوقت ہاتھ اٹھایا کہ جب بات حد سے گزر گئی اور کوئی بھی تدبیر ایسی نہ رہی کہ جس سے امن اور صلح جوئی سے کام چل جاتے آپنے ہر طرح سے تنگ آکر کفار کا مقابلہ کیا، اور آپ کے تمام جنگ ڈیفینسو تھے نہ کہ آفنسو مگر ہمارے مسیحی دوست ہیں کہ ایک ہی بات کو دہرائے چلے جا رہے ہیں اور خواہ مخواہ ظالم اور لیٹرا کے الزام آنحضرت کے لئے استعمال کر رہے ہیں ذیل میں ہم چند ایک آیات قرآنی اس غرض سے نقل کرتے ہیں کہ تا معترض صاحبکو معلوم ہو کہ قرآن کریم نے اشاعت اسلام کے بارے میں کسقدر نرمی روا رکھی ہے اگر ہمارے مخاطب مسیحی معترض کو زیادہ تفصیل کی ضرورت ہو اور وہ ان آیات قرآنی پر آنحضرت صلعم اور نیز صحابہ کرامؓ کا عمل دیکھنا چاہتے ہوں تو انہیں چاہیئے کہ ریویو آف ریلیجنز بابت ۱۹۰۹ء کی جلد میں مکرم مولوی شیر علی صاحب بی۔اے کا مضمون بعنوان "اشاعت اسلام" بڑے غور سے پڑھیں اور راہ ہدایت اختیار کریں بہرحال قرآن کریم کی تعلیم اسبارے میں حسب ذیل ہے۔

(۱) وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین ۝ اور خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں اور ہرگز زیادتی نہ کرو اور خدا زیادتی کرنیوالوں سے محبت نہیں کرتا (کیا ظلم اسی کا نام ہے)

(۲) ولا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان استطاعوا ۝ اور نہیں ہٹینگے وہ لوگ جو تم سے لڑتے ہیں یہانتک کہ تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ کردیں اگر وہ ایسا کر سکیں (کیا اسی ان حالات کا مقابلہ کرنیکا نام پیش قدمی ہے؟)

(۳) ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ (س ۱۴ اخیر رکوع) اور اگر وہ تمہیں تکلیف دیں تو بس تم بھی انہیں تکلیف دو اتنی ہی جتنی انھوں نے تمہیں تکلیف دی ہے (کیا اسی کا نام زیادتی ہے)

(۴) لا اکراہ فی الدین ﴿ دین میں کوئی زبردستی نہیں۔ (کیا اسی کا نام جبر ہے)

(۵) فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم ﴿ اور جو کوئی زیادتی کرے تم پر بس تم زیادتی کرو اسپر اتنی ہی جتنی اسنے تم پر زیادتی کی (کیا اسی کا نام جور ہے)

(۶) ولا تقتلوا النفس التی حرم اللہ الا بالحق ﴿ اور نہ قتل کرا سکو جسکا قتل کرنا خدا نے حرام کر دیا ہے مگر ساتھ حق کے (کیا اسی کا نام خونریزی ہے) ایسی ہی اور بہت سی آیات ہیں جنکو ہم بخوف طوالت نظر انداز کرتے ہیں اور ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی منصف ایسے صریح احکام قرآنی کے ہوتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہے کہ اسلام نے جبر تعدی اور ظلم کا حکم دیا ہے۔ آنحضرت صلعم کے فعل پر بھی جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں صاف لفظوں میں آپکا یہ حکم صحابہ کرام کے نام پر احادیث میں ملتا ہے جس میں آپ انہیں بڑے زور دار لفظوں میں اسبات کی تاکید فرماتے ہیں کہ عورتوں بچوں اور بوڑھوں پر ہرگز ہاتھ نہ بڑھایا جائے مگر دوسری طرف جب ہم صلیبی لڑائیوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں سرف لوٹ اور غضب اور بیش قدمی کا مادہ ہی دکھائی دیتا ہے بلکہ متذکرہ بالا ضعیف مخلوق بھی جس پر کبھی کسی مہذب قوم نے ہاتھ نہیں اٹھایا خاک و خون میں تڑپتی ہوئی نظر آتی ہے حال ہی میں جنگ اٹلی و ٹرکی کے موقعہ پر اٹلی نے جو سلوک اہالیان طرابلس کے ساتھ کیا ہے وہ اسکا شاہد ناطق ہے اٹلی کا یہ سلوک شاید معترض صاحب کے خیال میں حلیمانہ برتاؤ ہو مگر دوسری طرف یورپ کے اخبارات نے متفق اللسان ہو کر اسے ایک غاصبانہ اور قزاقانہ فعل قرار دیا ہے پھر جرمنی نے ابھی دنوں اپنے ایک لاٹ پادری کو جو حکم دیا ہے وہ بھی نظر انداز کرنیکے قابل نہیں یعنی یہ کہ آفریقہ میں دیسیوں کو ضرور حلقہ بگوش مذہب مسیحیت ہونا چاہیئے اور پادری نہایت مستعدی سے اسلام کا مقابلہ کریں" اگرچہ اس حکم کو بھی اخبار بر لیسٹر زمینگ تک نے ناگوار بتلایا ہے مگر شاید ہمارے مخاطب

مسیحی معترض کی ڈکشنری میں جبر اور حلم دونوں کے ایک ہی معنی لکھے ہوئے ہیں کیا یہی حلم جسکا اظہار آجکل بعض مسیحی سلطنتوں سے ہو رہا ہے یسوع صاحب نے بھی برتا تھا اور ایسے ہی حلم کی تعلیم اپنے پیروؤں کو دی تھی کیا یسوع کے احکام ایسے ہی حلیمانہ محبّت آمیز میٹھے سادے اور عاجزانہ تھے کیا اسنے ایسی ہی خالص محبّت کیساتھ خدا کا راستہ دکھایا اور وہ ایسی ہی ہمدردی سے اپنی بکھری ہوئی بھیڑوں کو خدا کے راستے پر لایا انجیل پر بھی جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں صاف لفظوں میں دکھائی دیتا ہے کہ کہیں تو یسوع صاحب فرماتے ہیں کہ "یہ مت سمجھو کہ میں زمین پر صلح کروانے آیا ہوں صلح کروانے نہیں بلکہ تلوار چلانیکو آیا ہوں متی ۱۰-۳۴ اور کہیں آپ یہ خشم آلود کلمہ فرماتے ہیں کہ

. . . کیا تم گمان

کرتے ہو کہ میں زمین پر میل کروانے آیا ہوں نہیں میں تمہیں کہتا ہوں بلکہ جدائی کیونکہ اب سے ایک گھر کے پانچ آدمی تین دو کے برخلاف ہونگے اور دو تین کے اور باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے اور ماں بیٹی سے اور بیٹی ماں سے اور ساس بہو سے اور بہو ساس سے برخلاف ہوگی" لوقا ۱۲-۵۱ تا ۵۳ ایک اور موقعہ پر آپ اپنے حواریوں کو یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اپنے کپڑے بیچکر بھی تلواریں خریدو- دوسری جگہ بائیل کے خدا کا یہ جرنیلی حکم بھی قابل فروگذاشت نہیں. کہ "خداوند اسرائیل کے خدانے فرمایا ہے کہ تم میں سے ہر مرد اپنی کمر پر تلوار باندھے اور ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک تمام لشکرگاہ میں گذرتے پھرو اور ہر مرد تم میں سے اپنے بھائی کو اور ہر ایک آدمی اپنے دوست کو اور ہر ایک آدمی اپنے قریب کو قتل کرے" خروج ۳۲-۲۷ ایک اور موقعہ پر جب فقیہی اور فریسی یسوع سے معجزہ طلب کرتے ہیں تو آپ انہیں ان نرم الفاظ کیساتھ مخاطب فرماتے ہیں کہ اس زمانے کے بد اور حرامکار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں" متی ۱۲-۳۸ ۳۹ "اے ریاکار فقیہیو اور فریسیو" وغیرہ وغیرہ اب تبلائیے کیا یہ حلیمانہ اور انکسارانہ برتاؤ ہے- اور کیا یہ اس محبّت اور ہمدردی کا نتیجہ ہے جو بقول معترض صاحب یسوع صاحب مخلوق کیساتھ رکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یسوعین کو انجیل سے بھی پورے طور سے واقفیت نہیں. اسی لئے تو وہ

بغیر سوچ سمجھے جو کچھ منہ میں آتا ہے کہتے چلے جاتے ہیں اور ذرا بھی نہیں دیکھتے کہ اس میں انکی اپنی ہی ذلت ہے خدا ہی انہیں سنبھالے اور انہیں انکی بیباکیوں کی سزا دے ایک اور اعتراض پیش کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلعم کیساتھ انکی عورتیں بھی جنگوں میں جایا کرتی تھیں خدا جانے معترض صاحب نے اسمیں کونسی قباحت دیکھی ہے کہ خواہ مخواہ اسے اعتراض کی صورت میں پیش کر دیا کیا اپنی محرم یا منکوحہ بیوی کو اپنے ساتھ لڑائی میں لیجانا گناہ ہے اور بجائے اسکے غیر منکوحہ نامحرم عورتوں کو ساتھ رکھنا ثواب میں داخل ہے جیسا کہ فوجوں کے ساتھ رکھی جاتی ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ مسیحی معترض اپنے گھر کو تو دیکھتے نہیں اور خواہ مخواہ دوسروں کے جائز باتوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں آنحضرت صلعم کیساتھ انکی عورتیں مردوں کی خبر گیری اور دیگر ضروریات بہم پہنچانے کے لئے جایا کرتی تھیں اور یہ کوئی اسلام ہی میں خصوصیت نہیں حال ہی میں جنگ اٹلی و ٹرکی کے موقعہ پر نیپلز سے ڈچیز آف یوسٹا ایک مسیحی خاتون ایک جہاز پر سوار ہو کر جو شفاخانہ کا کام دیگا طرابلس کو روانہ ہوئی ہیں پھر خدا جانے مسیحی لوگ کیوں خواہ مخواہ مسلمانوں کے منہ آتے ہیں اور اپنے گھر کو نہیں دیکھتے۔

آخر میں مسیحی معترض نے ایک ایسی لچر اور بے دلیل بات لکھی ہے جسے پڑھکر ہمیں بے اختیار ہنسی آتی ہے اور معترض صاحب کی قرآن دانی کا ثبوت ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں؎ "اور اگرچہ مسلمان کہتے ہیں کہ محمد صلعم ایک براق پر سوار ہو کر خداوند تعالےٰ کے حضور آسمانی بادشاہت میں گئے اور وہ خدا سے براہ راست ہمکلام ہوا لیکن عجیب بات ہے کہ انکا چہرہ کبھی بھی روشن نہیں ہوا۔ موسیٰؑ نے خدا تعالےٰ سے گفتگو کی اور انکا چہرہ روشن ہو گیا اور اسلیئے وہ جب اپنے مریدوں کے سامنے آتے تھے تو برقع پہن لیتے تھے کیونکہ وہ اسکی روشنی کو سہار نہ سکتے تھے (غالباً ان دنوں دنیا میں سورج کی ضرورت تو نہ رہی ہوگی) اور اسلیئے وہ اپنا چہرہ ایک برقعہ سے ڈھانپنے پر مجبور تھے اسکا ذکر قرآن شریف میں بھی ہے جی ہاں کیوں نہ ہو آپکے منہ سے جو نکلا) یہ نور ثابت

؎ بریکٹ ہمارے اپنے ہیں۔

کرتا ہے کہ موسیٰ نے خدا سے پہلو بہ پہلو گفتگو کی وہ (یعنی مسلمان) اس فرق کی بابت کیا خیال کرتے ہیں
(آپ کیا چاہتے ہیں الوہیت مسیح یہ تو اس سے ثابت نہیں ہوتی) اسے خوب غور سے سمجھو اور ضدی
نہ بنو (ہم یا آپ) اگر تم اپنی نجات کے خواہشمند ہو اور اپنے خالق کو راضی کرنا چاہتے ہو اور ابدی
زندگی کی خواہش رکھتے ہو تو یسوع کی طرف آؤ (یہ مسلمان کہہ رہا ہے اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ
یہ بزرگ مسلمان کس جون میں ہیں) کیونکہ وہ خدا اور انسان کے درمیان بطور واسطہ کے ہے (جی
ہاں کیوں نہ ہو مثل مشہور ہے روپیہ یا بادشاہ کے خزانے میں ہوا کرتا ہے اور یا جھوٹے کی زبان پر)
میں مسلمان ہوں (اجی آپ بتلانیکی تکلیف کیوں کرتے ہیں ہمیں پہلے ہی معلوم ہو گیا ہے کہ آپ
کون ہیں) اور میں اپنے مسلمان بھائیوں سے التجا کرتا ہوں کہ وہ اگلے ہفتے ان باتوں کو میری
تسلی کے لیئے آشکارا کریں (اب تو شاید آپ کی تسلی ہو گئی ہوگی اگر ابھی کچھ باقی ہے تو لیجئے
ہم آپ کی خاطر اور بھی کچھ لکھ دیتے ہیں)

پادری صاحب! زبانی لاف وگزاف سے کچھ نہیں بنا کرتا آپ نے مرقومۃ الصدر عبارت
میں جو کچھ لکھا ہے اور اسے قرآن کی طرف منسوب کیا ہے ہمیں تو قرآن کریم میں یہ لچر اور بیہودہ
باتیں کہیں بھی دکھائی نہیں دیتیں قرآن ایسی مزخرفات سے پاک ہے ایسی بے سر و پا باتیں تو
انجیل میں پائی جاتی ہیں اسلیئے ہم مذکورہ بالا اعتراض کا کچھ بھی جواب نہیں دیکتے جب تک معترض
صاحب قرآن کی کوئی آیت پیش نہ کریں۔

آخر میں ہم بڑے ادب وانکسار سے سائل صاحب سے التجا کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ ضدی بننا
ٹھیک نہیں اگر وہ اپنی نجات کے خواہشمند ہیں اور اپنے خالق کو راضی کرنا چاہتے ہیں اور ابدی
زندگی کی خواہش رکھتے ہیں تو انکو چاہیئے کہ آنحضرت صلعم کی متابعت اختیار کریں کیونکہ خدا نے فرمایا
ہے۔ کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے رسول کہدے کہ اگر تم اللہ
کو چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کریگا ہاں وہی ایک رسول ہے جو فکان قاب
قوسین او ادنیٰ کے ماتحت خدا اور مخلوق کے درمیان بطور واسطہ کے ہے اور اسی کی اتباع سے

انسان نجات پا سکتے ہیں پس آؤ اور سچی نجات اور خوشی حاصل کرلو خدا یتعالےٰ کی عاجز مخلوق کو خدائی لباس پہنانا ٹھیک نہیں اور یہ میں ہی نہیں کہتا بلکہ آپکے بھائی کونٹ ٹالسٹائے صاحب بھی اسبات میں میرے ہم آواز ہیں اگر آپ اُسکا ثبوت چاہیں تو برٹش انسائیکلو پیڈیا جلد ۳۳ کو بڑے غور سے پڑھیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ "عیسےٰ مسیح ایک روحانی معلّم تھے اور اسے خدا سمجھنا یا خدا سمجھکر پرستش کرنا سب سے بڑا کفر ہے" پس اگر آپ حقیقی نجات چاہتے ہیں تو اس کفر کو چھوڑیں اور اسلام کی طرف آئیں۔ وما علینا الا البلاغ خاکسار دوست محمد از لاہور کوچہ چابکسواران

سُلّمُ الوُصُولِ اِلیٰ اَسْرَارِ اِسْرَاءِ الرَّسُول

مصنّفہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی پر ریویو

گذشتہ سے پیوستہ

آگے چلکر مولوی صاحب نے بعض مفسّرین ومحدّثین کی رائیں صفحہ ۲۲ سے ۲۹ تک پیش کی ہیں ظاہر ہے کہ مفسّرین ومحدثین کی ذاتی رائیں شرعاً حجت نہیں ہوسکتیں اور اسلئے اینر بحث مباحثہ ایک فضول امر ہے علاوہ بریں جب الفاظ قرآنیہ واحادیث صحیحہ مرفوعہ سے ثابت ہوگیا کہ معراج بجسد مثالی تھا۔ تو اسکے مقابلہ میں غیر نبی کے قول کو پیش کرنا سراسر نبوت کی ناقدر شناسی ہے پس بعض مفسّرین و محدثین کے اقوال پر بھروسہ کرکے معراج بجسد مثالی کا انکار ہرگز جائز نہیں مگر تاہم اتمام حجت کیلئے مولوی صاحب کے اس حصّہ مضمون پر بھی جسکا عنوان "ائمہ مفسّرین ومحدثین کی محققانہ عبارتیں" قائم کیا گیا ہے ہم ایک مختصر ریمارک کئے دیتے ہیں۔

عنوان مذکورہ بالا کے نیچے مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"جمہور سلف وخلف اہل سنت اسی معراج جسمانی ہی کے قائل ہیں اور مصنفین اسلام کیا متقدمین اور کیا متاخرین سب کے سب بالاتفاق اسی معراج جسمانی ہی کو ثابت کرتے چلے آئے ہیں اور اہل سنت کی کوئی معتبر کتاب ایسی نہیں جس میں معراج کشفی و روحانی یا منامی کو صحیح و ثابت قرار دیا ہو بلکہ منکرین معراج کو کافر اور ضال اور مبتدع لکھتے ہیں"

عبارت مذکورہ بالا کے بعد مولوی صاحب نے تفسیر فتح البیان اور تفسیر ابن کثیر شرح صحیح مسلم فقہ اکبر شرح عقاید النسفی۔ زاد المعاد۔ تبیان کی عبارتیں نقل کی ہیں۔

ہم پہلے مولویصاحب کی خاص تحریر کا صدق و کذب پبلک پر ظاہر کر کے پھر تفسیر فتح البیان وغیرہ کی نسبت اپنی رائے ظاہر کرینگے اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ اہل اسلام میں معراج نبوی کو مسلم رکھ کر اسکی کیفیت کے متعلق صدر اسلام سے ابتک برابر اختلاف چلا آتا ہے مگر تعجب اور سخت تعجب ہے کہ مولوی صاحب کمال جرأت کے ساتھ اس اختلاف پر پردہ ڈالکر یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ متقدمین و متاخرین سب کے سب بالاتفاق معراج نبوی کو جسمانی اور وہ بھی بجسم خاکی مانتے چلے آتے ہیں اس مختصر مضمون میں بہت سی کتابوں کی عبارتیں نقل کر کے ناظرین کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا۔ سنہ ۱۹۰۹ع سنہ ۱ جناب اخویم مولوی محمد فضل صاحب چنگوی نے اپنی کتاب نصرۃ الحق میں (جو بطور ضمیمہ اخبار الحکم میں شائع ہوئی تھی) معراج نبوی کے متعلق ایک نوٹ لکھا تھا اسے افادۃ للناظرین یہاں نقل کئے دیتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

"اتفاق اکثر صحابہ کرام و ائمہ دین برہمیں است کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روحانی بود چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی امام الربانی و مجدد الف ثانی در مکتوبات خود تحریر فرمودہ اند کہ معراج پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم روحانی بود و حضرت امام غزالی ہم قائل معراج روحانی است و در شفائے قاضی عیاض مسطور است فذھب طائفۃ الی انہ اسری بالروح وانہ رؤیا منام مع اتفاقھم ان رؤیا الانبیاء حق ووحی والی ھذا ذھب معاویۃ والیہ اشار محمد ابن اسحاق و فی تفسیر کبیر و حکی عن محمد بن جریر الطبری عن حذیفۃ انہ قال فی ذلک

رؤیا وانہ ما فقد جسد رسول اللہ صلعم وانما اسریٰ بالروح وحکی ھٰذ القول ایضاً عن عائشہ وعن معاویہ۔"

اس نوٹ سے ظاہر ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت معاویہؓ حضرت خدیفہؓ محمد بن جریر طبری محمد ابن اسحاق امام غزالی امام ربانی مجدد الف ثانی اور انکے علاوہ مسلمانوں کا ایک گروہ ہمیشہ سے یہی اعتقاد رکھتا چلا آتا ہے کہ معراج نبوی جسم خاکی کیساتھ نہیں تھا۔ پس ایسا اعتقاد رکھنے والا گروہ اگر منکر معراج سمجھا جا کر کافر اور ضال اور مبتدع کہا جا سکتا ہے تو نعوذ باللہ اس عالمانہ فتوے کا نشانہ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت امیر معاویہ حضرت حذیفہ وغیرہم صحابہ کرام و علمائے عظام بھی قرار پاتے ہیں مگر ایسی جرأت کسی متقی مسلمان اور ذیعلم باایمان کا کام نہیں اسلئے مولوی ابراہیم کی تحریر بالکل خلاف واقع اور سراسر فضول و نامعقول ہے

فاضل جنگوہی کے نوٹ کے علاوہ میں ایک مختصر نوٹ اپنی طرف سے بھی یہاں لکھ دینا مناسب سمجھتا ہوں شاید کوئی سعید روح اس سے فائدہ اٹھائے۔

حضرت خواجہ سلطان نظام الدین اولیا زری زر بخش قدس اللہ سرہٗ کے ملفوظ مبارک موسوم بہ فوائد الفوائد (اردو ترجمہ) مطبوعہ مسلم پریس دہلی کے صد ۹۳ میں لکھا ہے۔

"ارشاد فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ معلوم شب معراج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں پر لیگئے تھے کہ عرش و کرسی بہشت و دوزخ وغیرہ آپ نے ملاحظہ فرمائیں یا ان سب چیزوں کو اسی دنیا میں آپ کے حضور میں لائے تھے یہ فرما کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر یہ سب چیزیں یہاں ہی لائی گئی ہوں پس یہ امر اور بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دال ہے کہ آپکا رتبہ ان سب سے بالا ہے۔"

اب ہم مولوی صاحب کی پیش کردہ عبارت کی ذرا جانچ پڑتال کرتے ہیں۔

(۱) صاحب تفسیر فتح البیان لکھتے ہیں۔ والذی دلت علیہ الاحادیث الکثیرہ ھو ماذھب الیہ معظم السلف والخلف من الاسراء بجسدہ وروحہ یقظۃً الی بیت المقدس

ثم الی السمٰوات۔ یعنی وہ امر جس پر احادیث کثیرہ دلالت کرتی ہیں اور جس کی طرف سلف اور خلف کا ایک بڑا گروہ گیا ہے یہ ہے کہ اسراء نبوی جسد اور روح کیساتھ بیداری میں بیت المقدس تک پھر آسمانوں تک تھا۔

صاحب تفسیر البیان اس عبارت میں دو باتوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ایک تو یہ کہ اسراء جسد و روح دونوں کیساتھ تھا دوسرے یہ کہ بڑا گروہ سلف وخلف کا اسی طرف گیا ہے۔

مگر ناظرین! کیا ان دونوں باتوں سے معراج نبوی کا بجسم خاکی ہونا ثابت ہوجاتا ہے ہرگز نہیں ہم مانتے ہیں کہ اسراء نبوی روح اور جسد مثالی کے ساتھ تھا جیسا کہ ہم اوپر ثابت کرچکے ہیں پس یہ دلیل صاحب فتح البیان یا مولوی ابراہیم کے لئے کچھ مفید نہیں۔

رہی دوسری دلیل کہ سلف وخلف کا ایک بڑا گروہ اسطرف گیا ہے کہ اسراء نبوی روح اور جسم عنصری دونوں کیساتھ تھا یہ کچھ دلیل نہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ۔ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون۔ سورہ انعام رکوع ۱۴ پھر فرماتا ہے فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلاً سورہ النساء رکوع ۸۔ یعنی (اے مومنو!) پھر اگر باہم تمہارے کسی مسئلہ پر نزاع ہو تو اللہ اور رسول اور قرآن اور حدیث کی طرف رجوع کرو اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور قیامت پر یہی خوب اور بہتر تحقیق ہے ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ دنیا میں اکثر لوگ گمراہ ہوتے ہیں۔ انکی پیروی نہیں کرنا چاہیئے بلکہ مومنین کو اللہ اور رسول کی پیروی کرنا چاہیئے۔

"بعض مفسرین نے آیت ان تطع اکثر من فی الارض یضلوک کی تفسیر میں کہا ہے کہ فی ھذا دلالۃ علی انہ لا عبرۃ فی دین اللہ ومعرفۃ الحق بالقلۃ والکثرۃ یجوز ان یکون الحق مع الاقل یہ آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ کچھ اعتبار نہیں ہے خدا کے دین میں اور حق کے پہچاننے میں قلت اور کثرت پر اسلئے کہ جائز ہے کہ حق وہی ہو جس طرف تھوڑے لوگ ہیں۔ ابن جوزی نے

تبیس ابلیس میں لکھا ہے کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے یوسف ابن اسباط سے کہا کہ اذا بلغك عن احد بالمشرق انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام واذا بلغك عن اٰخر بالمغرب انه صاحب سنة فابعث اليه بالسلام فقد قل اهل سنة. اگر مشرق میں ایک اور مغرب میں دوسرا پابند سنت کا ہو تو اسکو سلام بھیجو اسلئے کہ سنت پر چلنے والے بہت ہی کم ہیں امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ سواد اعظم وہی ہے جو تابع کتاب یعنی قرآن اور سنت کا ہو وان ما سواها لا یلتفت اليهم وان امتلاء العالم منهم کہ جو کتاب و سنت کے سوا ہو اسپر التفات نہ کرنا چاہیئے اگرچہ ان سے جہان بھرا ہوا ہو اور جماعت کے معنی میں ایک بزرگ نے کہا ہے کہ الجماعة دالة بجامعة اهل الحق وان قلوا کہ جماعت نام ہے اور اہل حق کے جمع ہونیکا ایک حق بات پر اگرچہ وہ بہت ہی کم ہوں سواد اعظم کے معنی میں ملا علی قاری شرح نخبۃ الفکر میں لکھتے ہیں کہ ان فيهم من الصفات الموجبة للقبول ما تقوم مقام العدد الكثير من غيرهم ولذا سميت مثل هذا الامام امة قال الله تعالى ان ابراهيم كان امة لانه يجتمع فيه من الصفات ما لا يوجد متفرقة الا فى جماعة ولذا قال الشاعر ليس من الله بمستنكر ان يجمع العالم فى احد وقد قيل فى حديث المشهور عليكم بالسواد الاعظم اي الاورع الاسلم۔ پس جب کہ ایک شخص پر اطلاق امت کا خدا کے کلام سے ثابت ہوا اسلئے کہ وہ ایک ان باتوں کا جامع تھا کہ جو متفرق گروہوں میں علیحدہ پائی جاتیں اور خدا کا ایک شخص کو بمنزلہ ایک جہان کے بنا دینا عجیب نہیں اور سواد اعظم سے مراد زیادہ پرہیزگار سے لیگئی ہو تو پھر کثرت عوام کو کسی مسئلہ کی صحت پر دلیل لانا بچوں کو بہلانا اور عوام کو خوش کرنا ہے دگر ہیچ۔ فاضل وزیر بطال باطل ہیں جہاں حدیث لا یزال طائفة من امتى منصورة لا يضرهم من خذلهم حتى تقوم الساعة کا ذکر کیا لکھتے ہیں فحاصل الحديث لا يزال الطائفة قليلة من النبى منصورين بالحجة والبرهان پس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ایک جماعت قلیل جو دلیل اور حجت کے ساتھ غالب اور کامیاب ہو۔ ہمیشہ رہیگی پس معلوم ہوا کہ وہ گروہ جو ہمیشہ غالب رہیگا وہ وہی قلیل

آدمیوں کا گروہ ہے جو کہ اپنی حجت شرعی سے اوروں پر غالب ہوگا اور کوئی اُسکو مغلوب نہ کرسکیگا۔ اور یہ گروہ وہی ہے جو کہ تابع کتاب وسنت ہے نہ اُسکے سامنے رسم ورواج کی سند پیش جاتی ہے نہ بدعتیوں کے پوچ اور بیہودہ دلیلیں چل سکتی ہیں نہ علماء دنیا طلب کی چکنی چکنی باتوں کی دھنیت اثر کرتی ہے نہ تو مونکی کثرت اور عوام کی جمعیّت اور تبعیت اُسکو رد کرسکتی ہے خدا کی کتاب اور رسول کی حدیث کے سامنے سب کو مغلوبیت ہوجاتی ہے۔ . . . . .

ابو محمد علی ابن احمد بن سعید بن حزم بن غالب اندلسی اپنی کتاب محلی کی کتاب الاشربہ میں بہ نسبت دعویٰ اجماع کے لکھتا ہے (ترجمہ) کہ اجماع کا دعوےٰ کرنا ایک ایسا قول ہے جسکا فساد ظاہر ہے اسلیئے کہ اس سے سارے اقوال باطل ہوتے ہیں اور ایسے دعوے کرنے والوں پر لازم آتا ہے کہ وہ نہ زکوٰۃ کو واجب جانیں نہ حج ونماز کی فرضیت کے قائل ہوں اور نہ زنا کی برائی پر اعتقاد رکھیں مگر اسوجہ سے کہ اُسپر اجماع ہے اور جو ایسا کرے وہ دین اسلام سے خارج ہے دو وجہ سے اول یہ کہ یہ بنایا ہوا مذہب ہے نہ خدا نے حکم دیا ہے کہ سوائے اجماع کے اور کسی کا اتباع نہ کرنا اور نہ رسول نے فرمایا ہے بلکہ خدا نے تو قرآن وسنت اور اولو الامر کے اتباع کا حکم دیا ہے یہ بھی خدا نے نہیں کہا کہ جب کسی امر میں اختلاف ہو تو وہی بات ماننا جسپر اجماع ہو جو ایسا دعوے کرے وہ خدا پر تہمت کرتا ہے اور نیا دین بنانا چاہتا ہے۔ اسلیئے کہ خدا نے صاف صاف کہدیا ہے کہ جو تمہارے رب نے بھیجا اُسکی اتباع کرو اور پھر فرمادیا ہے کہ جو رسول کہے اسے لو اور پھر جس سے منع کرے اُسے چھوڑ دو اور نیز ارشاد فرماتا ہے کہ اگر کسی بات میں جھگڑا ہو تو خدا رسول سے رجوع کرو اسلیئے ہم اس امر میں اجماع کا اتباع کرتے ہیں جس میں ہمکو ثابت ہو کہ سب اُسپر متفق ہیں اور انکا اجماع کتاب وسنت کے مخالف نہیں ہے اور اگر آپس میں اختلاف ہو تو ہم قرآن وحدیث پر رجوع کرتے ہیں جسکو اسکے مطابق پاتے ہیں اسپر عمل کرتے ہیں گو اسپر اجماع نہ ہو اور بس یہی وہ طریقہ ہے جسکا حکم خدا ورسول نے دیا ہے دوسرے یہ کہ اجماع کے دعوے سے ثابت ہوتا ہے کہ حالت اختلاف میں ہمکو قرآن وحدیث پر رجوع نہ کرنا چاہیئے بلکہ اجماع پر

کہ بہتوں کی رائے کیا ہے تو حقیقت میں یہ بات دین کی نہیں ہے"۔

(اقتباس از رسالہ تقلید اور عمل بالحدیث مصنفہ نواب محسن الملک مرحوم جسکو مولنا کریم الدین صاحب مرحوم پیش نماز اہلحدیث اٹاوہ نے چھپوایا) پھر صاحب تفسیر البیان لکھتے ہیں ولا مقتضے لذلک الا مجرد الاستبعاد وتحکیم محض العقول القاصرۃ عن ما ھو معلوم انہ لا یستحیل علیہ سبحانہ شیٔ۔ اور تاویل صرف استبعاد اور عقل قاصر الفہم کو حاکم بنا لینے کا نتیجہ ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ اللہ سبحانہ کے نزدیک کوئی شے محال نہیں ہے۔

صاحب تفسیر فتح البیان کی اس تحریر سے بھی احمدیوں پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا کیونکہ احمدیوں کے نزدیک کسی شخص کا بجسم خاکی آسمان پر جانا محض عقلاً مستبعد نہیں بلکہ ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ چونکہ خداوند تعالےٰ نے قرآن کریم میں بطور سنت اللہ یہ بات بیان فرمائی ہے کہ کوئی بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا اور سنۃ اللہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی اسلئے جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا۔ پس احمدیوں کے مقابلہ میں مجرد عقلی استبعاد پیش کرنیوالوں کا ذکر چھیڑنا سنت اللہ کو نظر انداز کر کے محض قدرت الٰہی کی بحث لے بیٹھنا سراسر نافہمی ہے۔

باقی وجوہ جو صاحب تفسیر فتح البیان نے پیش کئے ہیں وہ وہی ہیں جو مولوی ابراہیم نے پیش کی ہیں اور جنکا جواب ہم مفصل لکھ چکے ہیں حاجت اعادہ نہیں ہاں ایک بات کا ذکر ہم ضروری سمجھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ صاحب تفسیر فتح البیان اس گروہ کے مقابلہ میں جو معراج کو صرف روحی یا منامی مانتا ہے اپنے دلائل پیش کر کے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔

فالاولی ما ذھب الیہ الجمھور۔ پس جمہور کا مذہب اولیٰ ہے

میرا مطلب اس ذکر سے یہ ہو کہ صاحب تفسیر فتح البیان اپنے مذہب کو بمقابلہ فریق ثانی اولے بتاتے ہیں مولوی ابراہیم وغیرہ کی طرح فریق ثانی کو کافر اور ضال اور مبتدع نہیں ٹھہراتے پس احمدی لوگ جو معراج نبوی کو روح اور جسم مثالی دونوں کیساتھ مانتے ہیں انکو ضال کافر اور مبتدع ٹھہرانا ظلم عظیم ہے۔

(۲) آگے چلکر تفسیر ابن کثیر کی عبارت شروع ہوتی ہے صاحب تفسیر مذکور نے بجز ان دلیلوں کے جن پر اس مضمون میں مکمل بحث ہو چکی ہے کوئی دلیل پیش نہیں کی اسلئے ہم انکی تحریر کے متعلق صرف اسقدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ صاحب تفسیر مذکور شروع عبارت میں لکھتے ہیں۔

فالاکثرون من العلماء علیٰ انه اسریٰ ببدنه وروحه یقظة لا مناماً ولا ینکران یکون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رای قبل ذلک مناماً وراٰہ بعدہ یقظة"۔ اکثر علماء اسبات پر ہیں کہ سیر معراج آپکو عالم بیداری میں کرایا گیا نہ کہ خواب میں اور اگر پہلے کبھی بطور خواب دیکھا اور اب پھر بیداری میں اسکے مطابق سیر کیا ہو تو کچھ تعجب نہیں۔

اس عبارت سے دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ مفسر کی رائے جیسی معراج بالجسد و بیداری کی طرف جھکی ہوئی ہے ویسی ہی یا اسکے قریب قریب معراج بالروح و منام کی طرف بھی جھکی ہوئی ہے دوسرے یہ کہ علمائے اسلام میں اسبات پر کہ معراج نبوی خواب میں تھا یا بیداری میں اور صرف روحی تھا یا روح اور جسم دونوں کیساتھ ہمیشہ سے اختلاف چلا آیا ہے۔

(۳) تیسرے نمبر پر مولویصاحب نے امام نووی کی تحریر پیش کی ہے وہ لکھتے ہیں۔ والحق الذی علیہ اکثر الناس ومعظم السلف وعامة المتاخرین من الفقها والمحدثین والمتکلمین انه اسریٰ بجسدہ صلی اللہ علیہ وسلم والاثار تدل علیه لمن طالعها وبحث عنها ولا یعدل عن ظاهرها الا بدلیل ولا استحالة فی حملها علیه فیحتاج الی تاویل۔ حق بات جس پر اکثر لوگ اور سلف کا بڑا گروہ اور عامہ متاخرین فقہا و محدثین و متکلمین گزرے ہیں یہ ہے کہ رسولنا صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج جسم کیساتھ ہوا اور آثار اسی پر دلالت کرتے ہیں ظاہر سے عدول نہیں ہو سکتا مگر دلیل کے ساتھ اور اسبارہ میں کوئی استحالہ نہیں جس سے تاویل کی احتیاج ہو۔

معزز ناظرین! ظاہر ہے کہ امام نووی صاحب کی یہ ذاتی رائے حجت شرعی نہیں اسکے بعد عرض ہے کہ احمدی لوگ اسرا بالجسد سے کب انکاری ہیں بحث تو جسد کے عنصری اور مثالی ہونے میں ہے سو اسرا بجسد عنصری کا ثبوت امام نووی صاحب بھی نہیں پیش کر سکے انہوں نے صرف دو باتیں لکھی

ہیں ایک تو یہ کہ ظاہر ہے عدول کیلئے کوئی دلیل چاہئے مگر ہم بفضلہ تعالےٰ ایک دلیل کیا کئی دلیلیں لکھ چکے ہیں دوسری بات انھوں نے یہ پیش کی ہے کہ کوئی استحالہ پیش نہیں آتا جس سے تاویل کی احتیاج ہو اسکے متعلق ہم سنت اللہ دکھلا چکے ہیں کہ کوئی بشر رسول آسمان پر نہیں جاسکتا اور ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلاً ایک مسلمہ امر ہے پس امام نووی کی تحریر سے بھی مولوی ابراہیم صاحب اور اُنکے ہم خیالونکو کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

آگے بڑھکر اہلحدیث مولوی صاحب احمدیونکے مقابلہ میں یوں رقمطراز ہیں۔

"فقہ اکبر میں امام الائمہ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں۔ وخبر المعراج حق ومن ردّہ فہو مبتدع ضالٌ اور ملا علی قاری حنفی اسکی شرح میں فرماتے ہیں فمن ردّہ ای ذلک الخبر ولم یؤمن بمقتضےٰ ذلک الاثر فھو ضال مبتدع ای جامع بین الضلالۃ والبدعۃ"

ناظرین! اہلحدیث مولوی نے حنفیونکو خوش کرنیکے لئے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو امام الائمہ تو لکھدیا مگر احمدیونکے مقابلہ میں مولوی صاحب کی بات بنتی پھر بھی نظر نہیں آتی کیونکہ احمدی لوگ خبر معراج کو حق جانتے اور اُسکے مقتضا پر حقیقی اور واقعی طور پر ایمان رکھتے ہیں پس مولوی صاحب کی یہ مطلب خیز روایت کشی بھی محض تضیع اوقات اور فعل عبث ہے۔

(۵) مولوی صاحب نے اسکے بعد شرح عقاید نسفی کی ایک عبارت پیش کی ہے جس میں وہی باتیں لکھی ہیں جو تفسیر ابن کثیر وغیرہ کی عبارتوں میں اوپر نقل ہو چکی ہیں ہاں اسبات پر زیادہ زور دیا گیا ہے کہ آسمانونکا خرق والتیام یعنی پھٹ جانا اور ملجانا جائز اور ممکن ہے ہم بھی کہتے ہیں بجا و درست ہے مگر کیا اس جواز و امکان سے ہر امر ممکن الوقوع کا واقعہ ہونا مان لیا جاسکتا ہے۔ یا علاوہ امکان کے وقوع کا ثبوت بھی ضروری ہے مثلاً ممکن ہے کہ صاحب شرح عقاید یا مولوی ابراہیم مسئلہ زیر بحث میں خطا پر ہوں تو کیا اس امکان پر جائز ہے کہ ہم صاحب شرح عقاید یا مولوی ابراہیم کو محض امکان مذکورہ کی بنا پر مخطی مان لیں۔

شرح عقاید کی لمبی عبارتوں میں سے ایک عبارت جو مولوی ابراہیم صاحب کی تنبیہ کیلئے

آیندہ کارگر ہوگی ہم یہاں نقل کردیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔

فی الیقظۃ اشارۃ الی الرد علی من زعم ان المعراج کان فی المنام علیٰ ما روی عن معاویۃ انہ سئل عن المعراج فقال کانت رؤیا صالحہ وروی عن عائشہ انہا قالت ما فقد جسد محمد لیلۃ المعراج وقد قال اللہ تعالیٰ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس۔ فی الیقظ میں اس شخص کے ردّ کی طرف اشارہ ہے جو کہے کہ معراج خواب میں تھا جیسا کہ روایت کیا گیا ہے معاویہؓ سے کہ اُن سے کسی معراج کے بارہ میں سوال کیا تو معاویہؓ نے جوابدیا کہ معراج رویائے صالحہ تھا اور عائشہؓ سے روایت کیا گیا کہ انھوں نے کہا کہ شب معراج میں آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا جسم مبارک غائب نہیں ہوا۔ اور بالتحقیق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے جو رویا تجھے دکھلائی وہ لوگوں کے لیئے آزمایش ہے اس عبارت کے بعد شرح عقایدمیں تاویلاً یہ جواب بھی دیئے گئے ہیں کہ امیر معاویہؓ کے قول رویائے صالحہ سے رویا بالعین یعنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے اور حضرت عایشہؓ کے قول سے یہ مراد ہے کہ شب معراج میں آنحضرت کا جسم روح سے غائب نہیں ہوا۔ بلکہ روح کیساتھ تھا یہ تاویلیں کس قدر پوچ ولچر ہیں۔ مجھے اسکے متعلق کچھہ خامہ فرسائی کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ مگر میں اس مقام پر ناظرین کی توجہ صرف اسبات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ معراج نبوی خواب کا واقعہ تھا یا بیداری کا واقعہ اور جسم عنصری کیساتھ تھا یا نہیں اس معاملہ میں صحابہؓ سے لیکر ابتک برابر اختلاف چلا آیا ہے اور مولوی ابراہیم صاحب جو عوام الناس کے دلوں میں یہ بات جمانا چاہتے ہیں کہ معراج نبوی کا بجسد عنصری ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے کہ ہمیشہ سے اہل اسلام میں اسپر اتفاق چلا آیا ہے اور صرف احمدیوں نے اب اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے یہ بات انکی محض دروغ بیفروغ اور سراسر دھوکا اور چالبازی پر مبنی ہے۔

(۷ و ۸) آخر مولوی ابراہیم صاحب کی روایت کشی امام ابن قیمؒ کی زاد المعاد اور تبیان پر ختم ہوتی ہے زاد المعاد کی عبارت زیر بحث معراج کا قصہ اور کتابوں کی طرح اعتقادی رنگ میں بیان کیا گیا ہے استدلالی رنگ میں ایک حرف بھی نہیں لکھا گیا تبیان کی عبارت سے صرف یہ دکھلایا

گیا ہے کہ بیت المعمور آسمان پر ایک محل ہے جو شب معراج میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا گیا پس یہی حوالجات ہیں جو مولوی ابراہیم صاحب نے احمدیوں کے مقابلہ میں نہایت طمطراق کے ساتھ پیش کئے ہیں اور بزعم خود سمجھ لیا ہے کہ میدان مار لیا اور جوش مسرت میں از خود رفتہ ہو کر صفحہ ۲۹ پر یہ دعویٰ بھی کر دیا ہے کہ "اس معراج جسمانی پر ہر چہار مذاہب کا اجماع ہے۔ شرم! شرم!! شرم!!!

اجماع کی حقیقت ہم پہلے کھول چکے ہیں اور مولویصاحب کے تمام دلائل کا ضعیف و ناکارہ ہونا بخوبی ظاہر ہو چکا ہے۔ اسلئے ہم اب اُن دلائل یا اجماع کے متعلق کچھ اور لکھنا نہیں چاہتے۔ البتہ مولوی ابراہیم صاحب چونکہ علامہ ابن قیم کی قرآن دانی پر نہایت فریفتہ نظر آتے ہیں اسلئے ہم علامہ موصوف کا ایک محققانہ قول امر متنازعہ فیہ کے متعلق پیش کر کے پھر ناظرین کی خدمت میں مولویصاحب کی لکھی ہوئی ایک عرضداشت پیش کرینگے۔

علامہ ابن قیم کا قول۔ لکن لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی مقامہ خرق العوائد حتی شق بطنہ وھو حی لا یتالم بذلک عرج بذات روحہ المقدسۃ حقیقۃ من غیر اماتۃ ومن سواہ لا ینال بذاتہ روحہ الصعود الی السماء الا بعد الموت والمفارقۃ فالانبیاء انما استقرت اروا حھم ھناک بعد مفارقۃ الابدان (زاد المعاد جلد اول صفحہ ۳۰۱-۳۰۲ منقول از عسل مصفّٰی) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ پر ٹھہر کر تو کشف میں دیکھا کہ خلاف عادت لوٹا ہوں یہانتک کہ آپکا شکم بھی شق ہو گیا اور وہ زندہ ہی رہے۔ اور کوئی درد بھی محسوس نہ ہوا روح پاک کے ساتھ فی الحقیقت معراج میں گئے اور زندہ ہی تھے اور انکے سوائے کسی شخص کی روح آسمانپر موت سے پہلے نہیں جا سکتی اور تمام انبیاء کی روحیں بھی آسمانپر بعد موت و مفارقت بدن رہتی ہیں۔

امام ابن قیم کی اس قول سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں جسم خاکی کیساتھ آسمان پر تشریف نہیں لیگئے۔ بلکہ حالت کشفی میں آپ کی روح پاک آسمان پر گئی۔

(۲) یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کسی نبی کی روح اسکی زندگی میں آسمانپر نہیں گئی یعنی مولوی ابراہیم صاحبکا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسٰیؑ بجسم عنصری آسمانپر تشریف لیگئے بالکل غلط ہے اگر مولوی ابراہیم صاحب امام ابن قیم کی اس شہادت پر ایمان لے آئیں تو سبحان اللہ بلکہ جزاہم اللہ ورنہ وہ عرضداشت جسکا ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور جو لفظ بلفظ مولویصاحب ہی کی لکھی ہوئی ہے۔

ہم ناظرین کیخدمت میں انصاف طلبی کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

ناظرین ایک طرف قرآن شریف میں سے سورہ نجم نکالکر سامنے رکھیں اور دوسری طرف امام قیم کی اس تحریر کو پیش نظر کر کے بغور ملاحظہ فرماویں تو اگر قرآن شریف کی فصاحت اور خوبی بیان اور رسول اللہ صلعم کی جلالت قدر اور عظمت شان کے گرویدہ ہوکر اس امام ہمام کی قرآن دانی پر فریفتہ نہ ہوں تو کہیئے ! افسوس ان خفافیش بے بصیرت پر جنکی آنکھیں اس آفتاب علم و ہدایت کے سامنے نہیں کھلتیں۔ انھی کے مناسب حال شیخ سعدیؒ نے کیا اچھا کہا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۞ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

سلم الوصول یعنی رسالہ معراج صفحہ ۲۰ - (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

معارف قرآن مجید

(مقتبسہ از انوار افاضات علامہ نور الدین ایدہ اللہ رب العالمین)

مذاہب عالم پر سرسری نظر

سناتن دھرم تو کوئی مذہب نہیں چنانچہ اسکا ثبوت یہ ہے کہ ہندوں کے تمام لیڈر جمع ہوکر ہندو کی کوئی جامع مانع تعریف نہیں کر سکے نہ مسلمان کا امتیاز رکھنے والوں کا نام ہندو ہے نہ قائلین تناسخ کا نہ وید کے ماننے والوں کا نہ مردے جلانیوالوں کا نہ گائے کا گوشت نہ کھانیوالوں کا ہندوؤں میں وہ بھی داخل ہیں جو مرگھٹ میں آگ جلا کر انسان کی کھوپری میں کھانا پکا کر کھاتے ہیں اور انسانی دانتوں کی تسبیح (مالا) رکھتے ہیں۔

عیسائی مذہب

بھی کوئی مذہب نہیں ان میں شریعت جو مذہب کے دستور العمل کا نام ہے لعنت قرار دیگئی ہے سارا دارومدار کفارہ پر ہے معلوم نہیں کفارے نے انکو کیا فائدہ دیا اور کس طرح سب کی نجات کا موجب ہوگیا اس میں گناہ کی مزدوری تو موت بتائی جاتی ہے اور یہ کہ عورت کو دردزہ ہوگا اور آدمی اپنے پیشانی کے پسینے سے روٹی کھائیگا۔ اب یہ باتیں جو گناہوں کی سزائیں ہیں یہ تو ابتک کفارہ پر ایمان لانیوالوں میں بھی موجود ہیں پس کفارے نے انکو کیا فائدہ دیا۔

آریہ دھرم

سناتن دھرم والے تو بت پرست ہیں انکے بتوں کی تعداد تو پھر تھوڑی ہے مگر یہ تمام کائنات عالم کو خدا کہتے ہیں کیونکہ مادہ اور روح کو خدا کے برابر ازلی ابدی سمجھتے ہیں بلکہ اسکے ساتھ فضا اور اس زمانہ کا بھی ازلی ابدی ہونا لازم آتا ہے اس سے بڑھکر شرک اور اللہ تعالےٰ کی بیقدری کیا ہوگی کہ وہ چیزیں بنانے میں دو اور چیزوں کا محتاج ہے اور انکا خالق نہ ہونیکی وجہ سے انکے خواص سے ناآشنا اور معبود بننے کا کوئی حق نہیں رکھتا پھر یہ لوگ ابدی نجات کے قابل نہیں تو اس صورت میں ایک مسلمان اور آریہ میں کیا فرق رہ گیا اگر مسلمان ان کے

نزدیک مکتی نہیں پائیگا تو ایک آریہ بھی تو ابدی مکتی سے محروم ہے۔

سکھ ازم یہ لوگ بھی دوسروں کے مذہب پر چلنے والے ہیں اول تو سنگھ کہتے ہی سپاہی کو ہیں پھر انکی اپنی شریعت کوئی نہیں کچھ مسلمانوں کے تابع ہیں کچھ ہندوؤں کے۔

برہمو سماج یہ لوگ بھی عجیب مذہب رکھتے ہیں۔ انکا قول ہو کہ ہم یونیورسل بات اور کانشنس کی ہدایت پر چلتے ہیں مگر اس کانشنس پر ہزار افسوس جو یہ تعلیم دے کہ تمام انبیاء جھوٹے اور دروغ مصلحت آمیز کے پابند تھے ساری دنیا کے مذاہب نے پیغمبروں کو مانا اور انکو راستباز جانا مگر یہ اسکے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور پھر یہ دعویٰ ہو کہ ہم تو یونیورسل بات ضرور مانتے ہیں اور تجربہ و مشاہدہ کو صحیح جانتے ہیں کیا یہ بات انکے تجربہ میں نہیں آئی کہ بیٹھے بیٹھے یکدم بدی یا نیکی کی تحریک ہوتی ہی جب ہر تحریک کے لئے ایک محرک ہے تو کیا وجہ اس بدی یا نیکی کے محرک شیطان یا ملک پر ایمان نہیں لاتے

معیار صداقت مذاہب مختلف مذاہب کا یہ حال ہے اب یہ سوال کہ سچا مذہب کونسا ہے۔ بہت صفائی سے حل ہو سکتا ہے وہی جو فطرت صحیحہ کے مطابق انسان کو دینی دنیوی ترقیات دلانیوالا ہو اور ہر زمانے میں اسکے نمونے خلقت کے سامنے پیش ہوتے رہیں ایک امیر نے مجھے کہا کہ پراچین مذہب سچا ہو سکتا ہے (اسکا مطلب تھا کہ اسلام تو تیرہ سو برس سے ہے وہ سچا نہیں ہو سکتا) مینے کہا بہت صحیح اسلام بھی پراچین ہی ہے کیونکہ ہمارے نبی کریم صلعم کو ارشاد ہوتا ہے۔ فبھداھم اقتدہ وہ کہنے لگا۔ رامچندر جی بہت پہلے ہوئے ہیں مینے کہا وہ کس کی پرستش کرتے تھے کہا وشنو کی مینے کہا وشنو کس کی کہا رودر کی مینے کہا رودر کس کی کہا برہما کی مینے کہا برہما کس کی کہنا پڑا کہ ایشور کی مینے کہا بس وہ لا الہ الا اللّٰہ کے قائل تھے جو ہمارے مذہب اسلام کا خلاصہ ہے اور یہی پراچین مذہب ہے۔

انبیاء کسقدر محتاط ہوتے ہیں؟ جب ابن صیاد کی بعض مشابہ بہ دجال شعبدہ بازیوں کا حال نبی کریم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے حضور پہنچا تو آپ اسکے پاس تشریف لیگئے اور اسے پوچھا اتشھد انی رسول اللّٰہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللّٰہ کا رسول ہوں اس نے

جواب دیا آپ امیوں کے رسول ہیں پھر اس نے اپنی نسبت سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ میں اللہ کے سب رسولوں کو مانتا ہوں اس سے اس احتیاط کا پتہ چلتا ہے جو انبیاء کرتے ہیں یہ اور انکے پیرو لوگ کبھی تکذیب کی راہ اختیار نہیں کرتے پھر آپ نے پوچھا کہ میرے دل میں اس وقت کیا ہے تو اُس نے دخ کہا روایات میں آیا ہے کہ نبی کریم صلعم نے اسوقت یوم تاتی السماء بدخان مبین کا خیال فرمایا تھا۔ ابن عربی نے اپنا ایک ذوقی لطیفہ اس واقعہ کے متعلق لکھا ہے وہ کہتے ہیں ابن صیاد کو دخ بھی معلوم نہ ہوتا مگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طور پر بغیر صریح امر ربی تشریف لے گئے تھے مینے اس حکایت سے یہ فائدہ اٹھایا ہے کہ مباحثہ کبھی اپنی خواہش سے نہیں کرنا چاہیئے اور کبھی پہل نہ کرو چنانچہ میرا معمول ہی کہ جب بات گلے پڑجائے تو پھر میں اللہ سے دعا مانگتا ہوں اور خدا کے فضل سے ہمیشہ کامیاب ہوتا ہوں اور مجھے کوئی ایسا واقعہ یاد نہیں کہ مینے کسی مباحثہ میں زک اٹھائی ہو ماموریں کی جدا بات ہے انہیں تو اللہ کے حکم سے بعض وقت چیلنج کرنا پڑتا ہے مگر غور سے دیکھا جائے تو ابتدا انکی طرف سے بھی نہیں ہوتی۔

ایک علمی لطیفہ بعض لوگوں نے قرآن مجید کی زبان پر اعتراض کیا کہ انّ ھذا الشیئ عجاب اور کبارا اور ھزوا یہ خلاف محاورہ وغیر فصیح الفاظ ہیں آپ نے فرمایا کہ اپنے کسی زباندان بوڑھے کو بلاؤ چنانچہ ایک کو مجلس نبوی میں لائے آپنے اسے فرمایا بیٹھ جاؤ جب بیٹھا تو فرمایا ذرا اٹھنا پھر بیٹھا تو پھر فرمایا ذرا آپ اُٹھکر اس طرف تشریف رکھلیں جب وہ اُسطرف بیٹھا تو پھر آپنے فرمایا آپ ذرا یہاں سے اُٹھئے اور اِدھر آجائیے تو وہ جھنجلا کر بول اٹھا یا محمد اتتخذنی ھزوا وانا شیخ کبار ان ھذا الشیئ عجاب۔ اے محمد کیا تو مجھے خفیف بنانا چاہتا ہے حالانکہ میں ایک بڈھا بڑی عمر کا آدمی ہوں یہ بڑی عجیب بات ہے اسطرح پر وہ تینوں الفاظ اس زباندان تجربہ کار فصیح وبلیغ بڈھے کے منہ سے نکلوائے اور معترضین نادم ہوکر دم بخود رہگئے۔

لوگ کیوں غافل ہیں ایک بچہ بھی جزوکل میں فرق سمجھتا ہے آپ اسے ایک چیز دیکر پھر

اس سے آدھی دیں تو وہ فوراً اپنی ناراضگی کا اظہار کریگا جس سے ثابت ہوگا کہ وہ جزو کل میں خوب فرق سمجھتا ہے پھر وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کسی چیز کے حصول کے لئے ذرائع کی ضرورت ہوتی ہے اگر کوئی چیز اسکے دست قدرت سے اوپر یا دور پڑی ہوگی تو وہ اپنی اماں سے اشارۃً کہیگا کہ وہ مجھے لا دو۔ ایسا ہی میں دیکھتا ہوں کہ پاگل روٹی منہ ہی میں ڈالتا ہے۔ میں پچاس سال سے طب کا پیشہ کر رہا ہوں میں نے کوئی مجنون ایسا نہیں دیکھا جو کھانا کھاتے ہوئے منہ کی بجائے کسی اور جگہ ڈالتا ہے ایک زمیندار بھی اس نکتہ کو خوب سمجھتا ہے کہ غلہ کے حصول کے لئے زمین کی کاشت اور پھر اس میں تخم ریزی آب رسانی کی ضرورت ہے اور وہ باوجود اللہ تعالیٰ کو خیر الرازقین جاننے اور ما من دابۃ الا علی اللہ رزقہا (کوئی جانور نہیں مگر کہ اسکا رزق اللہ کے ذمے ہی) پر ایمان لانیکے محنت کرتا اور ان اسباب سے کام لیتا ہے ایک بیوقوف سے بیوقوف شخص بھی مانتا ہے کہ آنکھیں بند کر لیں تو زبان سے نہیں دیکھ سکتے اور مشک کا منہ اگر کھولدیں تو ضرور ہے کہ پانی سے خالی ہو جائے غرض یہ تو سب جانتے ہیں۔ کہ سلسلہ اسباب کا مسببات سے وابستہ ہے اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ ہے اور خدا تعالیٰ کے قواعد و ضوابط اٹل ہیں مگر بڑے تعجب کی بات ہے کہ باایں ہمہ لوگ دین میں بداعمالی و نیک اعمالی کے نتائج سے غافل ہیں اور جنت کو بغیر کسی عمل صالح و ایمان صحیح کے حاصل کرنا چاہتے ہیں دین کے بارے میں انّ اللہ غفور رحیم (اللہ بخشنہار ہے) ان اللہ علی کل شیئ قدیر (اللہ ہر چیز پر قادر ہے) پڑھنے میں بڑے دلیر ہیں۔

کچھ داؤدؑ و سلیمانؑ علیہم السلام کی نسبت

سورہ ص میں چند آیات کے معانی نہ سمجھنے کی وجہ سے حضرت داؤدؑ پر تہمت لگا دی ہے کہ انھوں نے ایک بی بی کے خاوند کو جنگ میں بھجوا کر مروا دیا اور اسکی بی بی سے خود نکاح کر لیا اور فرشتے انہیں سمجھانے آئے حالانکہ یہ بات ہے کہ وہ ملائکہ نہ تھے بلکہ دشمن تھے کہ دیواریں پھاند کر آپ کے مکان میں گھس آئے آپ بہت گھبرائے کہ ملک میں انارکسٹوں کا غلبہ ہے اور وہ یہانتک دلیر ہو گئے ہیں کہ شاہی خیموں میں کود کر آنے میں تامل نہیں کرتے۔

گرمعاً شاہی رعب اُن پر غالب آیا اور انھوں نے ایک جھوٹی بات بنالی آپ نے نہایت متانت سے انہیں جوابدیا اور ظن داؤد انما فتنٰہ فاستغفر ربّہٗ کے یہ معنی ہیں کہ جب داؤدؑ نے یقین کیا کہ رعایا میں بغاوت اور بدامنی کا زور ہے تو سمجھا کہ آخر کوئی کمزوری اور نقص ہے جس کی وجہ سے حکومت کے رعب و جلال میں فرق آرہا ہے اسلئے خدا سے حفاظت طلب کی اور خدا کے حضور گر پڑے تو خدا نے آپ کی حفاظت کی اور اپنے تسلی بخش کلام سے ممتاز فرمایا چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ خلیفہ تو ہمنے تجھے بنایا۔ ان لوگوں کی شرارتوں کا کیا خوف اور کیوں پریشان ہوتے ہو تم حق حق فیصلہ کرتے جاؤ اور عدل و انصاف پر قائم ہو تمہاری ہی فتح ہوگی۔

حضرت سلیمان کی نسبت بعض لوگوں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ آپ کی عصر کی نماز قضا ہوگئی تو گھوڑوں کی پنڈلیوں اور گردنوں کو تلوار سے اڑا دیا یہ مجنونانہ فعل ایک نبی کی شان سے بعید ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ گھوڑوں کا معائنہ فرما رہے تھے آپ نے فرمایا کہ حب بھی دو قسم ہے بعض حبین دکھ کا موجب ہوتی ہیں جیسے عشق مگر میری یہ حب جو ان گھوڑوں سے ہے یہ پسندیدہ حب ہے کیونکہ ان سے میں اپنے مولیٰ کو یاد کرتا ہوں حدیث شریف میں آیا ہے "الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی یوم القیامۃ۔ آپ خدا تعالےٰ کے فضل و احسان بیان کرنے میں مشغول رہے اتنے میں گھوڑے سامنے سے گزر گئے (توارت بالحجاب) آپ نے فرمایا انہیں پھر واپس لاؤ جب پھر گزرنے لگے تو آپ ان کی گردنوں اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنے لگے گھوڑوں کو پیار کرنیکا یہی طریق ہے اگر مسح کے معنی تلوار مارنے ہی کے ہوں تو پھر سب سے پہلے وضو کرنیوالے ہی اپنی گردن کاٹ لیا کریں۔

آپ ہی کے متعلق القینا علےٰ کرسیّہ جسداً ثم اناب آیا جس سے مراد یہ ہے کہ آپکا بیٹا نالائق تھا اور ھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی سے مراد رضا و قرب الٰہی کا مقام ہے۔

ایوب صابر

دوسری کتابوں کے قصے اور خدا کی کتاب میں جو قصہ گزشتہ بیان ہو اس میں فرق یہ ہے کہ خدا کی کتاب میں صرف قصہ نہیں ہوتا بلکہ بتایا جاتا ہے کہ جو ایسا کریگا وہ بھی

انہی انعامات سے سرفراز ہوگا چنانچہ وفی کوئی لاولی الالباب اور کذلک نجزی المحسنین الیسی پاک کلمات سے انکی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

حضرت ایوبؑ کے صبر کا بیان کیلئے انبیاء علیہم السلام خدا کے حضور بڑے ادب سے کام لیتے ہیں وہ کسی دکھ کو اسکی طرف منسوب نہیں کرتے جب وہ خدا کے حضور اپنی تکالیف کے متعلق گڑگڑائے۔ تو ارشاد ہوا ارکض برجلک اپنی سواری کو اس سرزمین کی طرف لیچل جہاں آپکے لئے آرام کے سامان مہیا ہیں اور وہاں اہل و عیال اور احباب اسکی مثل دیئے جائینگے اور اپنی سواری کو درخت کی ایسی شاخوں سے جسکے ساتھ پتے بھی ہوں چلائے جا مگر اسے ضرر نہ پہنچا یہ دراصل ایک پیشگوئی تھی نبی کریم صلعم سے بھی ایسا ہی معاملہ پیش آنیوالا تھا چنانچہ آپ نے بھی مکہ سے ہجرت فرمائی اور مدینہ منورہ تشریف لیگئے جہاں آپ نے بہت سے اہل اور وفادار احباب پائے۔ اب بھی جو خدا کی راہ میں ہجرت کرے۔ اسکے لئے امن و آسائش بموجب وعدہ الٰہی یجد فی الارض مراغماً کثیراً وسعۃ موجود ہے اور ہرگز خیال نہ کرے کہ اگر میں اپنا گھر یا اپنے رشتہ دار چھوڑ کر جاؤنگا۔ تو نقصان اٹھاؤنگا خدا تعالےٰ ایسے شخص کو بہتر سے بہتر احباب اصحاب اور رشتہ دار دیگا۔

راستباز کی پہچان کسی نبی کسی مامور کے دل میں بھی یہ خواہش پنہاں نہیں ہوتی کہ میں لوگوں کا حاکم بنوں اور بڑا آدمی کہلاؤں وہ مخلوق سے کنارہ کش اور گوشہ نشین ہوتے ہیں پھر خدا تعالےٰ انہیں اپنے حکم سے نکالتا ہے تو وہ مجبور ہو کر پبلک میں آتے ہیں حضرت موسیٰؑ کو دیکھو کہ آپ کے دل میں ہرگز یہ بات نہ تھی کہ میں قوم کا امام بنجاؤں چنانچہ ارشاد ہونے پر عذر و معذرت کرتے اور اپنے بھائی کو افصح منی سے پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح نبی کریم صلعم فرماتے ہیں ما کان لی من علم بالملاء الاعلیٰ اذ یختصمون مجھے کیا علم تھا کہ ملاء اعلیٰ میں میری نبوت کی نسبت کیا مباحثات ہو رہے ہیں جیسا کہ ہر مامور کی بعثت پر آسمانوں میں بڑی بحث ہوتی ہے۔

پھر ہر نبی کے لئے ایک بڑا دشمن اٹھتا ہے جسے ایک وقت مقرر تک مہلت دیجاتی ہے

تا کہ اپنا زور لگا لے اور اپنے تمام قومی اور لاؤ لشکر کے ساتھ ناکام رہکر ثابت کردے کہ یہ مامور واقعی خدا کا برگزیدہ ہے۔

اسی نبی کے ہر ایک قول و فعل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بناوٹ اس میں بالکل نہیں اسکی کوئی بات بناوٹ سے نہیں ہوتی اور نہ اسکا کوئی فعل تکلف سے ہوتا ہے اور نہ وہ خلقت کو نصیحت دنیوی فائدہ اٹھانیکی امید یا نیت پر کرتے ہیں بلکہ وہ بار بار اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اجر اللہ پر ہے چنانچہ سیدنا و مولانا حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کو سنادے ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین اسی معیار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے آپ اپنے بارے میں لکھتے ہیں ؎

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھکو پسند ۔ شہرتوں سے مجھ کو نفرت تھی ہر اک عظمت سے عار
پر مجھے تو نے ہی اپنے ہاتھ سے ظاہر کیا ۔ مینے کب مانگا تھا یہ تیرا ہی ہے سب برگ و بار

اور آپ میں تکلف اور بناوٹ نام کو نہ تھی اسکی شہادت ہزاروں آدمی دے سکتے ہیں نہ تقریر میں کوئی بناوٹ تھی نہ تحریر میں نہ لباس میں اور ان اجری الا علی اللہ پر جو عمل فرمایا وہ تو اب بھی ظاہر ہے کیونکہ خاص اپنے لئے باوجود اسقدر روپے کے آنے کے کوئی جائداد نہیں خریدی اور نہ کوئی نفع اپنی ذات کے لئے مخصوص کیا اللھم صل علی محمد و علی عبدک المسیح الموعود

تصحیح | ماہ جنوری کے لیڈر میں صحیح البخاری با اعراب مترجم کی مینے سفارش کی ہے ایک بخاری وحید الزمان کی ترجمہ ہے اس شخص نے جا بجا حاشیوں میں حضرت اقدس کے حق میں بلا کسی دلیل کے بدزبانی کی ہے اور البلاغ المبین بھی سادہ دل مبتدیوں کے لئے مفید نہیں کیونکہ امام ابو حنیفہ رح ایک بڑے عظیم الشان انسان امت محمدیہ میں ہوئے ہیں انکی مخالفت نیک نتیجہ نہیں رکھتی۔

نکات حدیث

مکتبہ از افادات مولانا نور الدین ادام اللہ مجدہٗ رب العلمین

اسلام حقیقت پر مبنی ہے

اسوقت دنیا میں جتنے مذاہب موجود ہیں یا دنیا پر کسی وقت موجود تھے ان تمام کی جس قدر بھی مذہبی عبادات ہیں انمیں لوگونکو شامل کرنے اور عبادت کیوقت لوگونکو جمع کرنے کے لیئے باجے کی قسم کی اشیاء سے کام لیا جاتا ہے کوئی قوم تو جرس سے کام لیتی ہے کوئی ناقوس بجا بجا کر کوئی مزمار کے ذریعہ سے لیکن صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ان تمام بے حقیقت اشیاء سے پاک وصاف ہے اور ان تمام فضولیات کی بجائے وہ ایسی چیز سے اپنے متبعین کو عبادت کے لئے بلاتا ہے جو خود عبادت میں داخل ہے بلکہ تمام اسلام کی تعلیم کا ایک مختصر مگر جامع نقشہ ہے جو عابد کو معبد میں جانے سے پہلے دکھایا جاتا ہے وہ کیا ہے؟ وہ اذان ہے جو تمام تعلیم اسلام کا نچوڑ ہے جس میں عابد کے ذہن نشین کر دیا جاتا ہے۔ کہ تو جس ذات کی عبادت کو جاتا ہے وہ ان تمام صفات سے موصوف ہے جو اس اذان میں بیان کیگیئی ہیں لیکن برخلاف اسکے اور مذہبوں کی اذانیں صرف ایک بےمعنی اور انکو غفلت میں ڈالنے والی آوازیں ہیں جو گائے اور گدھے کی بے ڈھنگی اور کریہ آواز سے زیادہ خوشنما نہیں میرے دل میں یہ بات آیا کرتی ہے کہ اگر منصف مزاج انسان تمام مذاہب کے ناقوسوں کی دھوں دھوں کو ایکطرف سنے اور اسلام کی آواز کے پہلے کلمہ اللہ اکبر کو دوسری طرف سنے تو معاً اسکے دل میں میخ کی طرح گڑ جائیگا کہ اللہ اکبر کا کہنے والا اللہ ہی ہے میرے اعتقاد میں سب سے بڑی تبلیغ جو اسلام کی طرف سے غیر مذہب والوں کو ہوتی ہے وہ یہ اذان ہی ہے جو تیرہ سو برس سے کوٹھوں پر چڑھ چڑھ کر بلاناغہ پانچ دفعہ شب و روز میں انکے کانوں تک پہنچائی جاتی ہے ہزاروں شخص ایسے ملینگے جنہیں صرف اسی کی دل لبھاونی اور حقیقت سے پر آواز اسلام میں لائی ہے

اسکے بعد معًا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اور مذاہب ہیں جو ناقوس وغیرہ مستعمل ہیں انکی کیا وجہ ہے کیونکہ جس مذہب کو دیکھو اسی قسم کی آوازوں سے لبریز ہے تو ضرور ان اشیا میں کوئی بات ایسی ہونی چاہیے جس کیوجہ سے تمام مذہبوں نے انکو اختیار کیا اور کوئی مذہب بھی ان سے خالی نہ رہا۔ اس سوال کا جواب دینے سے تمام مذاہب عاری ہیں اور کوئی بھی اسکی حقیقت سے آشنا نہیں ہاں اسلام جسطرح اپنی اذان میں کامل ہے اسی طرح دوسرے مذاہب کی اذانوں کے وجوہات سے بھی واقف ہے یہ بات مینے بے دلیل نہیں کہی ابھی اسکا ثبوت پیش کرتا ہوں چنانچہ صحیح بخاری جلد اول پارہ اول کی دوسری ہی حدیث میں ہے کہ عن عایشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ان الحارث بن ھشام سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ کیف یاتیک الوحی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احیانًا یاتینی مثل صلصلۃ الجرس وھو اشدہ علیّ فیفصم عنی وقد وعیت عنہ ماقال واحیانًا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی مایقول یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ آپ پر وحی کس طرح نازل ہوتی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کبھی ایسی آتی ہے جیسی گھنٹے کی جھنکار اور یہ وحی مجھپر سخت گزرتی ہے پھر وہ موقوف ہو جاتی ہے اور کچھ وحی کے الفاظ ہوتے ہیں وہ حفظ کر چکے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ فرشتہ مرد انسان کی صورت بنکر میرے پاس آتا ہے اور وحی کے الفاظ مجھے کہتا ہے پس میں اسکا کہا یاد کر لیتا ہوں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات انبیاء کو وحی ہونیکے وقت اور وحی کے الفاظ سنتے وقت جرس کی آواز کے مشابہ ایک آواز ساتھ ساتھ سنائی دیتی ہے تو جب ان انبیاء نے عبادات کو اپنی قوم میں قائم کیا تو خداتعالیٰ کے اس تعلق کو جو بندوں سے بذریعہ وحی ہوتا ہے قائم رکھنے کے لئے اس جرس کی آواز کو مقرر کر دیا تاکہ ہمیشہ انکے متبعین خدا کیساتھ رشتہ محبت کو مضبوط رکھیں اور جرس اور ناقوس وغیرہ کی آواز سن کر اسی تعلق کو اور پھر ذریعہ تعلق یاد کر کے خود بھی خدا سے تعلق رکھنے میں کوشاں رہیں اور اس تعلق کو جو خدا نے انکے باپ دادوں سے کیا ہمیشہ تازہ کرتے رہیں

سو یہ وجہ ہے ناقوس اور جرس وغیرہ کی اور اس یاد کو عبادات کے اور نمازوں کے وقت اسلئے مقرر فرمایا کہ تا وہ لوگ اس آواز سے اپنے بڑونکے تعلق کو یاد کر کے اسوقت کی نمازوں اور عبادتوں میں خضوع اور خشوع سے دعا وغیرہ میں مصروف ہوں کیونکہ خدا کے ساتھ تعلق صرف عبادتونکے ذریعہ سے ہوتا ہے اور دعا کے ذریعہ سے جو مخ العبادت ہے اسلئے اس جرس اور ناقوس کو جو تعلق کو یاد دلانیوالے ہیں نماز اور عبادت کیوقت مقرر فرمایا تا کہ ان آوازوں سے متاثر ہو کر ان نمازوں میں اس تعلق کو قائم کرنیکے لئے دعا کریں اور خدا سے استقامت طلب فرماویں مگر یہ بات کچھ عرصہ کے لئے مفقود ہوگئی اور وہی جرس اور ناقوس جو عابدوں کو اس وحی والے زبانی تعلق کو یاد دلاتے تھے اب صرف ایک دل کو غافل کرنیوالی اور بےمعنی اور کانوں کو بجائے متنبہ کرنیکے مکروہ معلوم ہونے والی بے ہنگم آوازیں رہ گئیں جو بجائے عاقلوں کو ہوشیار کرنیکے صرف چھوٹے بچوں کو اپنے اردگرد بطور تماشا کھڑا رکھنے میں کارگر ثابت ہوئیں لیکن اسلام چونکہ گذشتہ تمام مذاہب سے زیادہ کامل بلکہ اکمل ہے اسلئے اسنے ایسی بات اختیار کی جس کا انجام کسی صورت سے برا نہیں کیونکہ اس نے حقیقت کو لیا اور بجائے اسکے کہ وہ اور مذاہب کی طرح وحی کیوقت ٹن ٹن کو لیتا خود وحی کے الفاظ کو اسنے چنا اور عبادتونکے لئے انہیں اذان بنایا تا کہ کوئی وقت بھی ایسا نہ آوے جس میں اسکے متبعین اسکی اذان کی حقیقت کو بھلا دیں اسلئے اسنے بجائے کسی بےمعنی آواز کے ایک معنی والی آواز کو مقرر فرمایا جو ایک زندہ زبان کے الفاظ ہیں تا ہمیشہ اور ہر ملک میں عابدوں کو انکی عبادت کی حقیقت سمجھاتی رہے اور غیر مذاہب کی طرح کسی ناقوس یا جرس کو دائم نہیں کیا کہ کچھ مدت کے بعد وہ صرف ایک بےمعنی آواز رہ جائے جس سے سوائے غفلت کے اور فائدہ حاصل نہ ہو۔ بلکہ اسلام نے سب مذاہب سے بڑھکر کام کیا کہ بجائے وحی کے لوازمات کے خود وحی کو چنا اور بجائے چھلکے کے مغز کو اختیار کر لیا اور یہ خصوصیت اسلام کو ایسی حاصل ہے جس سے اسلام کی صداقت روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے پھر میں خلاصہ کے طور پر بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اسلام کے سوا جتنے مذہب ہیں ان سب میں عبادت کیوقت ناقوس جرس مزمار باجوں وغیرہ

بمعنی آواز ونکا رواج ہے لیکن اسلام میں جو اذان ہے وہ ان تمام باتوں سے پاک ہے۔ اور اس میں بامعنی الفاظ ہیں جو اسلام کے خدا کی عظمت سے پر ہیں ان دونوں باتوں کیوجہ یہ ہے کہ وحی کیوقت ایک حصہ تو وحی کے الفاظ کا ہوتا ہے اور ایک حصہ کچھ ٹن ٹن کا ہوتا ہے جو الفاظ کے ساتھ ساتھ سنائی دیتا ہے۔ تو چونکہ اور مذاہب کامل نہیں اسلئے انکی عبادتوں میں وحی کا وہ حصہ رکھا گیا جو بمعنی اور وحی کے مقدس الفاظ کے سوا تھا لیکن اسلام چونکہ حقیقت سے پر اور کامل مذہب ہے اسلئے اسنے اپنی عبادت کیوقت وحی کا وہ حصہ لیا جو اصل مقصود اور مغز حقیقت ہے

مخمس بر نظم حضرت اقدس

بروز حشر اے غافل تجھے اللہ بلائے گا ؛ خدا کے روبرو اُس روز تو کس منہ سے آئے گا
کرے گا ٹال کب تک کب تلک باتیں بنائے گا ؛ نشان کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا
ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنیوالی ہے

عوام الناس کیا ہیں کیوں تو اتنا خوف کھاتا ہے ؛ خدا سے برتر و اعلیٰ کسی کو بڑھکے پاتا ہے
کہ جس کے خوف سے تو حق کو باطل سے ملاتا ہے ؛ یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے
تری اک روز اے گستاخ شامت آنیوالی ہے

لڑائی پاکبازوں سے کوئی آساں نہیں ہرگز ؛ مباہل بنکے پھر مفلح کبھی شیطاں نہیں ہرگز
ہوئے پھونکوں سے شعلے نور کے لرزاں نہیں ہرگز ؛ ترے مکروں سے اے جاہل مرا نقصاں نہیں ہرگز
کہ یہ جاں آگ میں پڑ کر سلامت آنیوالی ہے

ترے ہی واسطے غافل مصیبت اتنی سہتا ہوں ؛ خدا کے آستانے پر مثالِ آب بہتا ہوں
تری ہی مخلصی کی فکر میں دن رات رہتا ہوں ؛ اگر تیرا بھی کچھ دین ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں
کہ عزت مجھکو اور تجھکو ملامت آنیوالی ہے

تجھے ہر روز ہر صورت میں ہے یہ سنایا حق ؛ کتاب حق نے بھی اچھی طرح تجھ کو بتایا حق
لگایا تونے باطل کو گلے سے اور بھلایا حق ؛ بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کی ہیں تونے اور چھپایا حق
مگر یہ یاد رکھ اک دن ندامت آنیوالی ہے۔

نہیں دُنیا سے ڈرتا ہوں نہ اسکا خوف کھاؤنگا ؛ میں بنکر تارکِ دنیا خدا سے اجر پاؤنگا
ترا پیغام پہنچایا خدا سے کہہ سناؤں گا ؛ خدا رسوا کریگا تجھ کو میں اعزاز پاؤں گا؟
سنو اے سنکرو! اب یہ کرامت آنیوالی ہے

شہادت دے رہی ہے بعد مردن بھی مری تُربت ؛ خدا کا جو مقرب ہے وہی پاتا ہے ہر عزت
سنبھل جاؤ ابھی پیارو نہ پا جانا کہیں ذلّت ؛ خدا ظاہر کریگا اک نشاں پر رعب و پر ہیبت
دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنیوالی ہے

نہ بڑھتا سلسلہ حقہ نہ ڈھلتے اس طرح قالب ؛ نہ ہوتا گر خدا یا ورنہ ہوتے احمدی جالب
صدائے میرزا آتی ہے ہر سو سے یہی غالب ؛ خدا کے پاک بندے دوسروں پر ہوتے ہیں غالب
میری خاطر خدا سے یہ علامت آنیوالی ہے

(احمد بخش گجراتی طالبعلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

ریویوز

جہاد وید مولوی ثناءاللہ صاحب ایڈیٹر المحدیث امرتسر نے ایک سالہ جہاد وید نام حال میں لکھا ہے جس میں جہاد کا ثبوت ویدوں اور دیگر دھرم شاستروں کے حوالہ سے دیکر ان آریہ معترضین پر حجت قائم کی ہے جو اسلامی جہاد پر بیجا اعتراض کرتے ہیں اور جہاد کے معنے یہ بتاتے ہیں کہ بروز شمشیر اپنا دین منوایا جاوے حالانکہ اس قسم کا جہاد اسلام میں نہیں چنانچہ امام الانام حجۃ الاسلام حضرت میرزا نے اپنی مختلف تصانیف و تقاریر میں یہ امر روز روشن کی طرح واضح کر دیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جسقدر جنگ کئے وہ بطور مدافعت اور یکون الدین للہ کے لئے کئے جسکے معنی

یہ ہیں کہ ہر ایک فریق اپنے اپنے مذہب پر امن و آشتی سے دوسرے کے حقوق میں خلل انداز ی کئے بغیر عمل کر سکے بعض آریہ اور آریوں کی مستند کتابوں میں جس جہاد کا ثبوت ملتا ہے اس سے تو یہ غرض بھی نہیں پائی جاتی بلکہ اپنے مذہبی دشمنوں کو فنا اور نیست کر دینے کی غرض ہی پائی جاتی ہے

یہ رسالہ اپنے موضوع میں عمدہ اور ناظرین کے لئے مفید ہو گا۔ حجم ۴۴ صفحے قیمت ۲ر

ملنے کا پتہ۔ دفتر اہلحدیث امرتسر

دی ٹیچینگ آف اسلام | تمام احمدی بھائیوں کو معلوم ہو گا کہ لیظہرہ علی الدین کلہ کی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست حق پرست سے پوری ہونیوالی تھی اسکا ظہور ایک شان میں جلسہ مذاہب اعظم پر ہوا وہ تقریر بے نظیر جس میں پانچ اہم سوالوں کا جواب نہایت دلاویز طریقے سے امام الاسلام نے دیا ہے اسکا نام اسلام کی فلاسفی ہے اس رسالہ پر میں کیا ریویو کر سکتا ہوں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ چودھویں صدی کے عظیم الشان مجدد کی تصنیف ہے جسکا کلام معجز نظام تمام اقوام عالم پر حجت تسلیم کر لیا گیا آپ نے اس میں اسلام کی اخلاقی اور روحانی ترقیات کے ذرائع بتاتی ہوئے اسلام کی تعلیم کا خلاصہ دکھایا ہے اور بہشت و دوزخ کی حقیقت ایسے طریق پر واضح کی ہے کہ بجز تسلیم کے چارہ نہیں اس رسالہ کو انگریزی میں ترجمہ کر کے ولایت سے چھپوایا گیا ہے اور عمدہ مجلد دفتر ریویو قادیان سے مل سکتا ہے۔ ہمارے ذی استطاعت دوست اس رسالہ کو منگوا کر اگر انگریزی جانتے ہیں تو خود بھی پڑھیں ورنہ اپنے غیر مسلم اور غیر احمدی دوستوں میں مفت تقسیم کریں کیونکہ اس رسالے کا پڑھنے والا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام کی قدر معلوم کر کے امید واثق ہے کہ اس حق کو پا لیگا جو خدا کا برگزیدہ نبی اس چودھویں صدی کے سر پر لایا۔

اشتہار قابل توجہ مبائعین مخلصین

حضرت اقدس مغفور مرحوم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیت صفحہ ۲۵ و ۲۶ میں بیعت کنندوں کو وصیت کے لئے بڑا تاکیدی حکم ارقام فرماتے ہیں ہر بیعت کرنیوالا جو کچھ نہ کچھ جائداد منقولہ

یا غیر منقولہ رکھتا ہے کم سے کم اسکے دسویں حصہ کی تعمیلاً وصیت ضرور ہی کر دی لہذا ذیل میں اصل حکم بغرض یاددہانی درج کیا جاتا ہے بغور پڑھ لیں اور تعمیل کریں (الٓمّٓ ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون) یاد رہے کہ خدا تعالےٰ کے کام ہیں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بلاشبہ اسنے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پا کر بلا توقف اس فکر میں پڑے ہیں کہ دسواں حصہ کل جائداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا اور انھوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دئیے خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی بنا ڈالی ہے تا کہ خبیث اور طیب میں فرق کرکے دکھلا دے اسلئے اسنے اب بھی ایسا ہی کیا اسوقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنھوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کیا ہے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جاینگے اور ثابت ہو جائیگا کہ بیعت کا اقرار انھوں نے سچا کرکے دکھلا دیا ہے اور صدق ظاہر کر دیا ہے بیشک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزریگا اور اس سے انکی پردہ دری ہوگی اور بعد موت وہ مرد ہوں یا عورت اس قبرستان میں ہرگز دفن نہیں ہو سکینگے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضاً لیکن اس کام میں سبقت دکھلانیوالے راستبازوں میں شمار کئے جاینگے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہونگی ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں جنھوں نے میرے حکم کی تعمیل کی خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں اور اسکے دفتر میں سابقین اولین لکھے جاینگے وہ زمانہ قریب ہے کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹالدیا وہ آہ مار کر کہیگا کہ کاش میں تمام جائداد کیا منقولہ اور کیا غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا اور عذاب سے بچ جاتا ۔ میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو کہ کام آوے میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں اور اپنے قبضہ میں کر لوں بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کروگے اور بہشتی زندگی پاؤگے بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کرکے میرے حکم کو ٹالدینگے ۔ مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جاینگے ۔ تب آخری وقت میں یہ کہینگے ۔ ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون والسلام علےٰ من اتبع الھدیٰ ۔ "چو کار حیات است کار نہاں + ہماں بہ کہ دل نگسلی زیں مکاں"

افسر مقبرہ

مژدہ ہدیہ بے نظیر یعنی تفسیر مظہری مصنفہ حافظ قاضی محمد ثناء اللہ صاحب پانی پتی

یہ امر تو مسلمہ ہی کہ بہترین مفسّر معانی اسرار قرآنی نبی صلعم ہیں جبکہ اس تفسیر میں ہر آیت کی تفسیر آیات و احادیث و آثار سے ہی کیگیئی ہی تو یہی تفسیر بہترین تفسیر ہے قاضی صاحبکو بوجہ انکے کمال تبحر کے انکے پیر صاحب بلقب علم الہدیٰ اور شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی بلقب بیہقی ثانی فرمایا کرتے تھے ۱۸۵۵ء میں مولوی رکن الدین صاحب حصاری نے چار سورتیں چھپوائیں اسلئے اب پانچویں سورہ مائدہ سے چھپوائی جارہی ہی اور سورہ والناس تک مسلسل چھپواکر انشاء اللہ ابتدائی چار سورتیں بھی چھپوائی جاینگی یہ تفسیر بے نظیر ابتک اسلئے شائع نہوئی کہ اسکے صرف پانچ ہی نسخہ جات قلمی ہند و بیرون ہند میں ہیں مختصر مضامین تفسیر یہ ہیں شان نزول آیات تفسیر ہر آیت باحادیث مع تنقید روات تطبیق آیات باآیات مذاہب قرأ سبعہ بیان مقطعات و محکمات بیان ناسخ و منسوخ تفقہ صحابہ کرام سراپا و غزوات و قصص احسنہ نکات تصوف تردید مذاہب معتزلہ وغیرہ معجزات انبیاء کرام مذاہب آئمہ حنفی شافعی حنبلی مالکی فقہی مسائل عبادات و معاملات و ظائف بادعیہ آیات و احادیث بیان کہانت نجوم و فلسفہ وغیرہ فضائل علوم ظاہری و باطنی مع ترجیح علوم باطنی و ذکر خفی مذمت منافقت و بدعت ثبوت خلافت باآیات و احادیث اسماء الٰہی و انبیاء و سور و صحت اشارات و خفیات قرآنی ابحاث صرفی و نحوی و لغوی تضعیف روایات رطب و یابس فہرست مضامین جداگانہ ہے۔ قیمت سورہ مائدہ و انعام و اعراف ۶ روپیہ ہے منگانے کا پتہ۔ سید محمد یامین کمبوہ دروازہ میرٹھ

شرح اجرت اشتہارات

	سال	چھ ماہ	تین ماہ
فی صفحہ	مہ؏	للو؏	ہ؏
نصف صفحہ	للو؏	ہ؏	للعہ
تہائی صفحہ	لعہ	صہ	ہے

اور ضمیمہ جو رسالہ کی تقطیع پر مطابق قواعد ڈاکخانہ وغیرہ ہو ۲ ورق تک اسکی تقسیم کرائی ۱۲ فیصدی ہوگی اور از بٹالہ تا قادیان صہ علیحدہ اور اس سے زیادہ کیلئے ۴ فیصدی ہر ۲ ورق پر زیادہ اور بالمقطع ۲۰۰ تعداد اشاعت

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئیں مشہور دوائیں

اصل عرق کافور

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے اس سے بچنے کیلئے آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصل عرق کافور ہے یہ دوا ۲۷ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے ... کے دست پیٹ کا درد اور متلی کیلئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۱۲ محصولڈاک چار تک ۵/

عرق پودینہ

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنا ہے اسکا رنگ پتی کے رنگ کا سا ہے اور خوشبو بھی تازی پتیوں کی سی آتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کے لیئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ میں درد بدہضمی متلی اشتہا کا کم ہونا وغیرہ ریاح کی علامت جلد دور ہو جاتی ہے قیمت فی شیشی ۸/ محصولڈاک ۵/

جلاب کی گولیاں

رات کو دو گولی کھا کر سو جاؤ صبح کو دست صاف ہو گا پیٹ میں گرمی و مروڑ کچھ نہیں ہو گی حسب معمول نہانے اور کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہو گی ۲۶ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب اپنے مریضوں کو دیتے چلے آتے ہیں یہ گولیاں کل ہمیں بنتی ہیں مقدار اور وزن میں گولیاں برابر ہیں ہر عیالدار کو ایک ڈبیا رکھنی چاہیئے قیمت سو گولیوں کی ڈبیا ۸/ ایک سے چھ ڈبیا تک محصولڈاک ۵/

درد سر ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ میں پہاڑ ہو جاتا ہے یہ دوا لحظہ میں اسکو پانی کر دیتا ہے درد ریاح جیسے ٹیس چمک ٹپک رگوں بھر میں کنگھی سے جو چھٹپٹاتے ہو اس دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے درد سر نصف سر ہو یا تمام سر میں کسی وجہ سے ہو فوراً دور ہو جاتا ہے اسلئے جو خاص و عام کو یہ دوا اپنے پاس رکھنا لازم ہے قیمت ۱۲ اونس کی ایک شیشی ۸/ محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیا تک ۶/

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ